اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمَۃً وَاِنَّ مِنَ البَیَانِ لَسِحرًا

پندستان

معروف بہ

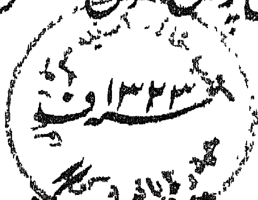
منتخب دیوان سیفی

۱۳۲۳ ف

از نتائج افکار گرامی قدر جناب مولانا ابو محمد سید حسین صاحب سیفی

خلف مولوی سید عبد العلی صاحب مرحوم متوطن محمد آباد (بیدر) حیدرآباد دکن

مدرس اپر مڈل اسکول ضلع پربھنی



اختر دکن پریس واقع افضل گنج حیدرآباد دکن

قیمت فی جلد

درجہ اول ۱۲؍ درجہ دوم

دعائے طلبا

اے رحیم و مالک ہفت آسمان
اے کریم و خالق کون و مکان

دیکھتا ہے تو ہی اک دن ہو کہ رات
اور سنتا ہے ہمارے دل کی بات

حمد تیری ہو سکیگی ہم سے کیا
صانع مطلق ہے تو ہر چیز کا

فضل سے تیرے ہی رب ذو المنن
حکمران ہے ہم پہ وہ شاہِ دکن

جو رعایا کی رعایت سے ہے خوش
جو برایا کی برائت سے ہے خوش

ماحئ جور و ستم جہل و جفا
حامئ دینِ متین مصطفے

پیار سے کہتے ہیں ہم جنکو حضور
جس سے حاصل ہو ہمین لطف و سرور

مہر پرور خسروِ انجم سپاہ
میر عثمانِ علیخان بادشاہ

فضل سے اپنے انہین تو شاد رکھ
اور ان کے ملک کو آباد رکھ

افسرانِ ملک بھی اچھے رہین
اپنے اپنے کام مین سچے رہین

اور ہمارے جسقدر ہین ماسٹر
جو ہمارے ہر طرح ہین راہبر

تو بچا ان کو دلی آزار سے
بغض و جور و کینہ و پندار سے

دے انہین اقبال و عمرِ بے محن
رائے روشن اور دل آئینہ تن

ان کے فیضِ علم کا دریا بہا
اور ہمین سیراب کردے خوش سبا

آج ہم جتنا پڑھین وہ یاد ہو
مہربان ہم پہ ہر اک استاد ہو

پڑھنے لکھنے مین ہمارا دل لگے
غیبت و بدگوئی سے نفرت رہے

اے خدا توفیق دے ایسی ہمین
جس سے ہم دارین مین اچھے رہین

اور اپنے فضل سے کرنا عطا
فہمِ خوش ذہنِ قوی عقلِ رسا

تا کہ اتنا علم آجائے ہمین
عقل کی آنکھون سے تجھکو دیکھ لین

ڈیڈیکیشن

خاکسار اپنی اس ہیچمیز تصنیف کو افصح الفصحا ابلغ البلغا قدردان علم و ہنر فیض رسان فیض گستر امارت مآب عالیجناب مولوی محمد حبیب الدین صاحب صدر محاسب ممالک محروسہ سرکار عالی کی نام نامی پر اس قصیدہ عنوانیہ کیساتھ معنون کرتا ہی تاکہ کتاب کو اعتبار اور بندہ کو افتخار حاصل ہو

سیفی

قصیدہ عنوانیہ

دعائین کیون نہ دین دل سی انھین ہم — رعایا جن کے سایہ مین ہے خرم

مرے پیارے وطن کیا تیرا کہنا — تری تقدیر ہے عشرت سے توام

تجھے ملک دکن یہ فخر بس ہے — کہ تو ہے زخم علم و فن کا مرہم

ضیا تجھ مین ہے کس شمس و قمر کی — منور کیون نہ ہوگا تجھ سے عالم

ادھر شہ میر عثمان علی خان — ادھر حاتم صفت دستور اعظم

اگر وہ ثانی نوشیروان ہین — تو یہ بھی کچھ ارسطو سے نہین کم

وہ ظل اللہ مستغنی عن المدح — یہ ظل حکمران غیرت دہ جم

ہیں کے پشت پناہ ریاست اور ملک ان سے
بہت خوش ہے رعیت دلشاد باہم

انہیں کی حکمرانی کی بدولت
ندیدہ ہیچ دیدہ و ندیدہ پر نم

سبھی ارکانِ ذی شانِ ریاست
نظر آتے ہیں اب عدلِ مجسم

خصوصًا اعظم و اعلیٰ جناب
حبیب الدین صاحب (دام اقبالہ) عقل پیہم

معنون جنکے نام نامی پہ ہے
یہ ہندستانِ سیفی اسے مکرم

معاون ملک کے اور ملک دین کے
بہت ویسے نکتہ گیراں سے بکم

انہیں کے مہرِ انائی کے آگے
ہوا ہے گل چراغِ شہرتِ جم

انہیں کے حسنِ حکمت کے مقابل
فلاطون کا سر تسلیم ہے خم

انہیں کی تیغ اور شمشیر وہ سے
کہ لوہا مانتا ہے ایک عالم

فضائل اور خصائل میں یگانہ
ذکا و فہم و دانش میں مسلّم

طبیعت منتظم منصف مہذب
حیا غیرت وہ دامانِ مریم

مدبّر عادل و علّامۂ عصر
شجاع و زیرک و دانا و احزم

متاعِ افتخار و نازِ دوران
مہِ فخر و مباہاتِ اب و ام

تمنائیں بھلی سب بے لوث - اچھی
ارادے نیک اور سارے مصمم

بھی خواہوں کے ہیں ماہِ مسرت
اور اعدا کے لئے ماہِ محرم

رعایا کی رعایت سے ہیں خوش دل / برایا کی برائت سے ہیں خرم
نہیں ہوتا کوئی جملہ مذبذب / نہیں ہوتی کوئی تحریر مبہم
ہر اک تجویز معنی خیز و قطعی / ہر اک نکتہ کسی نکتے کا محرم
سبھی آرا سے عدل و داد آرا / سبھی احکام محکم بلکہ احکم
جسے دیکھو وہ ہے مدّاح اُن کا / مگر ہاں ظلم کا ہے ناک میں دم
کہاں ہے جور اسکا نام بھی تو / سنا جاتا نہیں لیکن مرخم
خوشی پھرتی ہے آزادی سے ہر جا / مقید حاسدوں کے دل میں ہے غم
قطعہ
ادھر ممدوح کے وصفوں کا فہان / نہیں ثانی ہمارے ہیں ہمیں ہم
ادھر یہ التجا ہے طبع موزوں / نہیں ہے سیف سیفی ریختہ دم
مگر موقع کہاں ہے امتحان کا / کہ پڑھنا ہے وظیفہ بھی گجر دم
سہانا وقت ہے اور ابر بھی ہے / بہاروں پر ہیں گلہائے سپرغم
حقارت سے ارم کو دیکھتا ہے / ہر اک سرو چمن کا ہے یہ عالم
پریشاں خاطروں کی قسمتوں سے / خوشی نزدیک ہے اور دور ہے غم
ہر اک ڈالی پہ گل آویزۂ لعل / ہر اک پتہ ہے غیرت بخش نیلم
غرورِ حسن سے ہنستی ہیں کلیاں / عنادل کو نہیں ہے کوئی جوکھم

گلاب شبنم آلودہ کا جلوہ
پرافشاں عارضوں سے کچھ نہیں کم

صبا آغوشِ گل میں کہہ رہی ہے
کہ از بوے دلاویز تو مستم

مسلسل کرتی ہے وردِ انا الورد
ہوئی ہے مست ایسی قوت شم

غضب رفتار ہے آبِ رواں کی
ستم ہیں قطرہ ہاے نورِ شبنم

مزے میں شہد سے بڑھکر ہے میٹھا
لطافت میں اگر ہے آبِ زمزم

شرابی بے خبر ایسے کہ گویا
کسیکے واسطے ہوگا جہنم

للت کی ہے الاپ ارگن کی سُر میں
مچا رکھی ہے چڑیوں نے جو اودھم

چٹک کر غنچے دیتے ہیں ادھر تال
اُدھر بادِ صبا پھرتی ہے چھم چھم

رکھب گندھار بھی اُترے ہوئے ہیں
مزا ہی دے رہی ہے کچھ یہ سرگم

غرض وہ لطف آگیں ہے زمانہ
کہ ہے تریاق عزت نشۂ سم

یقیناً نیک ساعت ہے یہ جب ہی
کہ سب اسباب رحمت ہیں فراہم

یکایک آگیا ہمراہِ فرحت
خیالِ لطفِ ممدوحِ مفخم

دعا بیساختہ یہ دل سے نکلی
رہیں یہ تا صدو سی سال خرم

ترقی عزت و اقبال میں ہو
پیاپے متصل پیہم دمادم

إنّ من الشعر لحكمة وإنّ من البيان لسحرا

پندستان

معروف بہ

منتخب دیوان سیفی

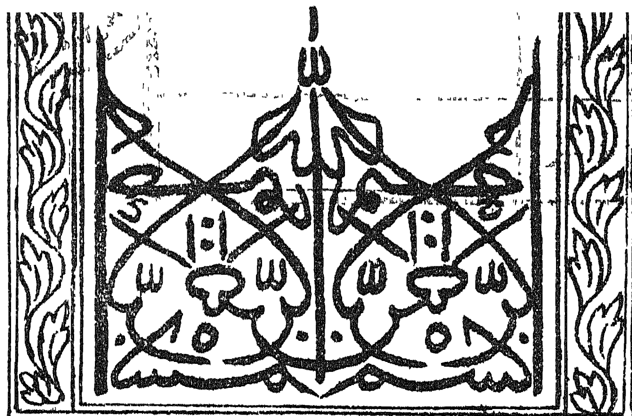
از نتائج افکار گرامی قدر جناب مولانا ابو محمد سید حسین صاحب سیفی

خلف مولوی سید عبد العلی صاحب مرحوم متوطن محمد آباد بیدرو

حیدرآباد دکن مدرس اپر مڈل اسکول ضلع پربھنی



اختر دکن پریس واقع افضل گنج حیدرآباد دکن



ردیف الف

کیا لطفِ زندگی ہے کیا حظِ بندگی ہے
جب ہو نظر سے غائب غنچہ دہن ہمارا
کیا ہم سے ہو سکیگی حمد و ثنائے باری
ہے کیا زبان ہماری ہے کیا دہن ہمارا

ولہ

وہ خوش نصیب ہے اب پوچھنا ہی کیا دل کا
کہ عشقِ احمدِ مرسل ہے مدعا دل کا
وہ ایک وہ تھی کہ سب چھوڑ کر گئے طیبہ
یہ ایک ہم ہیں کہ سنتے رہے کہا دل کا
خدا بنائے مجھے مستقل مزاج ذرا
میں جانتا ہوں کہ کتنا ہے حوصلہ دل کا

ولہ

صدقِ دل سے ہر گھڑی ہو وردِ استغفار کا
کفر ٹوٹے گا اسی سے نفسِ بدکردار کا

ولہ

جو اپنے باپ کو ابّا نہ بولے
پڑوسی کو چچا وہ کب کہے گا

ولہ

اپنے بیگانے ہوئے طرز وفا جاتا رہا
اب کہاں وہ صحبتین سارا مزا جاتا رہا

ولہ

فلک کے زیر سایہ اپنے سایہ سے ڈرے انسان
تہ وبالا زمانہ ہوا اگر چرخ کہن بگڑا

سنوارے گی اُسے کیا گردشِ گردون معاذ اللہ
مقدر جب کسی کا سیفی شیرین سخن بگڑا

ولہ

خدا جب تک نہ چاہے کچھ کسی سے ہو نہین سکتا
ولی سے ہو نہین سکتا نبی سے ہو نہین سکتا

کرے کوشش تو کیا کچھ آدمی سے ہو نہین سکتا
مگر ہمت ہی کرنا کاہلی سے ہو نہین سکتا

کرون کیون التجا غیرونکے آگے تنگدستی کی
بدل جائین مقدر یہ کسی سے ہو نہین سکتا

اگر جاہل کا پردہ ہے تو اہلِ علم کی زینت
مگر نقصان کسی کا خامشی سے ہو نہین سکتا

بُرائی اُسکی کر کر کیون کرون مین اپنا دل ہلکا
مرا نقصان جسکی دشمنی سے ہو نہین سکتا

پریشان مفلسی سے آپ ہی وہ کیون نہو لیکن
فقیرونکو جھڑک دینا سخی سے ہو نہین سکتا

بدل جائین نہ جب تک آرزوئین یاس و حرمان سے
کوئی ناراض اپنی زندگی سے ہو نہین سکتا

اُسی ظالم نے شاید راز میرا کر دیا افشا
پتے کی بات کہنا اجنبی سے ہو نہین سکتا

خدا کا خوف سیفی جسکو ہو وہ بچکے رہتا ہے
فریبِ نفس سے بچنا سبھی سے ہو نہین سکتا

کلیجا قیس کا دل کوہکن کا چاہیے سیفی
کسی پر جان دینا ہر کسی سے ہو نہین سکتا

ولہ

میرے غیور دل کی ہمت نہ پوچھئے — کہتا ہے یہ رہون نہ کسی سے دبا ہوا
دنیا کی لذتون سے انہین کام ہی نہین — جن کو ہے اپنی موت کا کھٹکا لگا ہوا

ولہ

سنتے ہین ایسا ہی حشر کا بھی عشرتخانہ تھا — یہ بھی اک افسانہ ہوگا وہ بھی اک افسانہ تھا
کل مرے نزدیک عیش دنیوی سے کیا نہ تھا — لیکن اے سیفی وہ کوئی خواب یا افسانہ تھا
جلنے والے بھی غربت مین جدا ہو جائینگے — رات کو جب تک کہ روشن شمع تھی پروانہ تھا
دیکھئے کیا کیا کرشمے قدرت خالق کے ہین — آج وان آبادیان ہین کل جہان ویرانہ تھا

ولہ

ہر جگہ بیٹھ کے عزت نہ گنواؤ اپنی — کہ بھروسا نہین کرتا کوئی ہرجائی کا

دل پہ لاکھون ہی تمناؤن کا رہتا ہے ہجوم
سیفی عالم ہی الگ ہے میری تنہائی کا

ولہ

یہ بیل اپنے مقدر کو کیون نہ روئینگے — گدھون سے کام لیا جارہا ہی جب بیل کا

ولہ

پیاسے پانی اگر نہین پیتے — اس مین دریا کا کچھ نہین جاتا

ولہ

پھرتی ہے ڈھونڈتی ہوئی اپنے زمانہ کو — شاہون کی خاک اوڑھ کے برقع غبار کا
آجاتے ہو سکھانے مین ہر ایک شخص کو — کیا اعتبار آپ کے قول و قرار کا!

ولہ

نہ ہو پہلو میں جب دل زندگی کیا — ارے ہم کیا ہماری دل لگی کیا

خیال ابرو سے نشہ میں بھی — ارے ہم کیا ہماری بیخودی کیا

عدو کچھ کر نہیں سکتے کسی کی — ارے ہم کیا ہماری دوستی کیا

کیا کرتے ہیں سجدے بیدلی سے — ارے ہم کیا ہماری بندگی کیا

تردد میں گذرتا ہے اک اک دن — ارے ہم کیا ہماری زندگی کیا

سمجھتے ہیں عدو بھی دوست ہم کو — ارے ہم کیا ہماری دشمنی کیا

نصیحت کچھ ہے دل آزار سیفی
ارے ہم کیا ہماری شاعری کیا

ولہ

عبث تم آزماتے ہو اے سیفی آزمودہ کو — جو جاہل ہو گیا ثابت وہ عاقل ہو نہیں سکتا

ولہ

تہمت جو کوئی لے تو عبث ہے رونا — پیتل پیتل ہے اور سونا سونا

ولہ

مصروف یاد حق نہ کبھی حیف ہم ہوئے — قد خود بخود رکوع میں آخر جھکا گیا

ولہ

ناصحوں کی نصیحتوں پہ چلو — وہ جو عاقل نہیں تو تم کو کیا

ولہ

ذرا تو اپنی تمنا سے پوچھیے سیفی — ہر ایک شوق کا آخر نتیجہ کیا ہوگا

ولہ

ولہ

جو بسا دل میں وہی آیا نظر ۔ ہم گنہگاروں کے سیفی خواب کیا

ولہ

سنو دو چار دن کی زندگی کیا ۔ پھر اس میں دوستی کیا دشمنی کیا
رہے جب آپ ہی پابندِ غفلت ۔ کسی سے شکوۂ بد قسمتی کیا
کرو سیدھی تو لکڑی ٹوٹ جائے ۔ سدھرتی ہے کہیں کج فطرتی کیا
جب اظہارِ محبت کو نہ ہو زر ۔ بڑھیگی پھر کسی سے دوستی کیا
یگانے ہی ہوا کرتے ہیں دشمن ۔ عداوت کرسکیگا اجنبی کیا
نہیں بھرتے نگاہوں میں کسی کی ۔ بری ہوتی ہے وضعِ بے زری کیا

بنے جس طرح سے لکھے جاؤ سیفی
کسی کی نامزد ہے شاعری کیا

ولہ

اور بھی جیتے تو یہ حقے ہی بھرتے غیر کے ۔ ان کا مر جانا ہی انکے واسطے اچھا ہوا

ولہ

گو یہ دُھن ہے کہ مرے آگے چھپے میرا کلام ۔ کون ہے سیفی مگر اسکو سمجھنے والا

ولہ

توڑ مت امیدواروں کی امید ۔ ٹوٹنا امید کا ہے آسمان کا ٹوٹنا

ولہ

دوسرے کی آرزوئیں دوسرے کے ساتھ ہیں ۔ جب تمہاری لذتیں آخر ہوئیں بس ہو چکا

ولہ

اے مری آہ سے روٹھے ہوئے جانیوالے ‏ ‏ ‏ کچھ تو اس دردبھرے دلکی دعا لیتا جا
کوئی کیا لیکے گیا مال و زر و دولت سے ‏ ‏ ‏ گر تجھے عقل ہے کچھ نام سخی لیتا جا

ولہ

ہے نویدِ شفا بوقت اخیر ‏ ‏ ‏ ڈوبتے کو سہارا تنکے کا

ولہ

فقیری جنکے لیے ہے ذریعۂ روزی ‏ ‏ ‏ خدا و اہلِ خدا سے اُنہیں تعلق کیا

ولہ

گھڑی بھر بھی تیرے دنیا میں جو ٹلتے نہیں ہیں وہ ‏ ‏ ‏ کسی کی زندگی کا کچھ بھروسا ہو نہیں سکتا
بدی اپنے عدو کی کرکے کیوں نمام کہلائیں ‏ ‏ ‏ برا ہی فی الحقیقت وہ تو اچھا ہو نہیں سکتا
دواؤں سے سدھر جاتا ہے زخمِ تیغ فولادی ‏ ‏ ‏ مگر تیغ زباں کا زخم اچھا ہو نہیں سکتا
بخیلوں کی کروں میں التجا دولت کی ملنے کو ‏ ‏ ‏ قیامت تک بھی میرے دلسے ایسا ہو نہیں سکتا
رقیبوں کا گزر جب تک رہیگا بزم یاراں میں ‏ ‏ ‏ وہ میرے ہو نہیں سکتے میں انکا ہو نہیں سکتا
کسی کی بیوفائی کی شکایت کیوں کریں سیفی
جب اپنے غیر ہوں تو غیر اپنا ہو نہیں سکتا

ردیف بائے موحدہ

آنکھ جو دیکھے نہ سچی بات کو ‏ ‏ ‏ سیفی اُسکا پھوٹ جانا ہی ہے خوب

ولہ

کبھی تو اپنی گردش سے عزیزو وہ بدل دیتا
اگر کچھ اور ہوتا چرخ کج رفتار کا مطلب

مٹا جاتے نہ بسایا باغ کیون پھر اپنی محنت سے
مٹانا ہی اگر تھا بانیٔ گلزار کا مطلب

مزا ہو آپ ہی ظاہر کریں گر میرے ارمان کو
مسیحا تو سمجھتے ہیں دلِ بیمار کا مطلب

جو واقف ہی نہیں ہیں انقلاباتِ زمانہ سے
وہ کیا سمجھیں گے اے سیفیؔ میرے اشعار کا مطلب

ولہ

آہِ مظلومان جدا کے باشد از تاثیر ہا
دامنِ گل میکند پارہ بکاے عندلیب

ولہ

ہر جگہ عزت ادب والے کی ہے
کیا کہوں میں کیسی دولت ہے ادب

ولہ

کسطرح اتنے گناہوں پر ہمیں جنت ملے
ایک گندم نے نکالا حضرتِ آدم کو جب

ردیف تائے فوقانی

جب تلک لوگے نہ پروانہ عشقِ احمدؐ
دوستو مل نہیں سکتی تمہیں ہرگز جنت

ولہ

محبت کے وہ کب قابل ہیں سیفیؔ
جو کرتے ہیں امانت میں خیانت

ردیف ثائے مثلثہ

دوستی رنج و عداوت سے بدل جائیگی
حتی الامکان نہ کرنا کسی نادان سے بحث

عقلمندونکی نگاہوں سے گرینگے دونون | حتی الامکان نہ کرنا کسی ناداں سے بحث

ردیف جیم معجمہ

بخت بیدار نہین حسن کا اید ل محتاج | ہمنے دیکھے ہین بہت حور شمائل محتاج
جن کو دعوی تھا خدائی کا وہ ہین زیر زمین | اب بھی کیا پند کا ہے لے دل غافل محتاج
کہین تدبیر سے تقدیر بھلی ہوتی ہے | دیکھئے عیش ہین جاہل ہے تو عاقل محتاج
گوشہ گیرون کے قدم چومنے آتی ہین سبھی | کیونکہ خشکی و تری کا نہین ساحل محتاج
یاالٰہی شب فرقت مین نکل آئے ہلال | ناخن حسن کا ہے عقدۂ مشکل محتاج
قوت دانا ہی سہی دولت ناداں لیکن | جائے غیرت ہے کہ جاہل کے ہون عاقل محتاج
اپنی تدبیر پہ کرتے ہین بھروسا اکثر | اسلئے رہتے ہین ناداں کے عاقل محتاج

آدمی علم کا محتاج ہے ایسا سیفی
جیسے ہے راستی کا دعوئے باطل محتاج

ولہ

امید ہی امید پہ ہر شخص ہے زندہ | دنیا مین کسی کو بھی نہین کل کی خبر آج

ردیف حاے حطی

کیون اعتبار کیجئے ہر ایک شخص کا | دشمن بھی پیش آتے ہین جب یار کیطرح
گر جائیگا نگاہ سے اپنے پرائے کی | جا ہر جگہ نہ مردم بیکار کیطرح
ہے ناگوار بھی تو خوشی سے گزار دو | لیکن رہو نہ بزم مین بیزار کیطرح

سیفی اُنہین کے واسطے زیبا ہے میکشی
مستی مین بھی جو رہتے ہین ہشیار کیطرح

ولہ

نِت نئے عشقِ محمد مین مزے پاتی ہے روح | یادِ رخ مین کہان کے چکر جو رہتی ہے روح
جب نہ ہو ظلمات طے ملتا ہے کب آبحیات | کیون فراقِ گیسوئے احمد مین گھبراتی ہے روح
جسنے طیبہ کو نہ دیکھا اُس نے دیکھا کچھ نہین | اِس سے کیا حاصل جو دنیا چھان کر آتی ہے روح

ولہ

بدنصیبی ساتھ لیکر ہم کہین جائین تو کیا | بیٹھ کب سکتے ہین مرغِ رشتہ برپا کیطرح

ردیف خا

دوسری محفل سے اُسکو کیا غرض | محفلِ معنی مین ہے جسکو رسوخ ۔

ردیف دال مہملہ

سبھی ڈوبے ہوئے تھے عشقِ حق مین | بہت اچھا تھا دورانِ محمد
ہر اک مخلوق کے حامی سبنے ہین | یہی کیا کم ہے احسانِ محمد

تجھے کیا غم ہے سیفی کل کے دن کا
بہشتی ہے ثنا خوانِ محمد

ولہ

بلبل بھی تو اُس پھول کا شیدا نہین ہوتا | جس پھول سے آتی نہین خوشبوے محمد

وله

ظالموں سے سدھرتے ہیں ظالم
نرم ہوتا ہے آگ سے فولاد

وله

مکدر طبعِ صوفی صفا پرور نمی ماند	اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند
خیالِ عیش و عشرت در سرِ بے زر نمی ماند	اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند
بیادِ بوالہوس زلفِ پری پیکر نمی ماند	اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند
زستم و سبِّ اعدا ہیچ یا مضطر نمی ماند	اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند
برائے عیش مہمانِ حیا پرور نمی ماند	اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند
زپاسِ دزد خالی خانۂ بے در نمی ماند	اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند
دُرِ اندرزہا در گوشِ بدگوہر نمی ماند	اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند
زصیقل ہیچ ابروئے بتان خنجر نمی ماند	اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند
زرِ ترکہ بجائے پیشِ بدگوھر نمی ماند	اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند
برائے رہروِ نادان بے رہبر نمی ماند	اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

بغیرِ فکرِ سیفی سخن پرور نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

ردیفِ ذال معجمہ

کیوں کوششوں میں لطف کسی کو ملے کہ جب
ہوتا نہیں ہے ذکرِ شکر سے دہن لذیذ

ردیف دال ہندی

بس امتحان کے وقت ہی آنکھیں چرا گیا	ناحق رہا ہے مجھے دل مکار پر گھمنڈ
کیا جانے کسکو چاہے گی رحمت رحیم کی	زاہد عبث ہے خوبئے کردار پر گھمنڈ
کیا اس فلک کا حال نہیں جانتا کوئی	کس کو ہے اپنے طالع بیدار پر گھمنڈ
غیروں کے زور پہ نہیں کرتے ہیں نازوہ	جنکو ہے اپنی غیرت باکار پر گھمنڈ

ردیف راے مہملہ

پس مردن یہی اعمال ڈسینگے ہمکو	کوئی بچھو کوئی اژدر کوئی ناگن بنکر
اور غفلت پہ یہ آفت ہے کہ کمزور رہے	یعنی آیا ہے بڑھاپا بھی لڑکپن بنکر
ایسے جینے سے تو مرنا ہی کہیں بہتر ہے	اپنے بیگانے پہ رہتے ہیں اجیرن بنکر
کم نہیں رشتہ زنار سے اپنی رگ جان	ہم تو مسجد میں بھی پھرتے ہیں برہمن بنکر

جن سے امید عنایت کی بہت تھی سیفی
وہی اب آنکھ چرانے لگے دشمن بنکر

ولہ

اترائیے نہ اپنے تمول پہ اس قدر	کچھ کیجیے خیال خزان و بہار پر
بے عیب اپنے آپ کو پہلے بنائیے	پھر طعن کیجیگا کسی عیب دار پر
ہوتا نہیں خفیف وہ ابناے جنس مین	جسکی نگاہ رہتی ہے انجام کار پر
ہر وقت اک نہ ایک ہے فتنہ کھڑا ہوا	پڑجاے خاک گردش لیل و نہار پر

ولہ

جو شخص ہے فقیر پرانی لکیر کا	تم خارجی ہو نہ کبھی اس کو چھیڑ کر

خطِ تقدیر شکستہ ہو تو دعویٰ کیسا / گردشِ چرخِ ستم پیشہ کا شکوہ کیسا
اپنے بیگانے ہوئے دوست بنے ہیں دشمن / کیجیے ہائے زمانہ میں بھروسا کیسا
آج سے محفلِ شادی تو صفِ ماتم کل / ایک انداز پہ رہتا ہے زمانا کیسا
متقی بھی نظر آتے ہیں غرض کے بندہ / اب کیا جائے زمانہ میں بھروسا کیسا

ولہ

راضی رضائے حق پہ ہر اک حال میں رہو / سیفی ہمیشہ تم نہ رہو گے وطن سے دور

ولہ

صبر کرنیکو کہاں سے لاؤں پتھر کا جگر / یاد آتا ہے وطن سبزۂ گلشن دیکھکر

ولہ

ستم کیا کر رہی ہے دولتِ الفت ستان مجھپر / وہی دشمن نظر آتے ہیں جو تھے مہربان مجھپر
نہیں ہے زندگی کا کچھ بھروسا جانی دو دل لو / خفا کب تک رہو گے اس طرح سے مہربان مجھپر

ولہ

کیا شاد کرے گی تجھے تدبیر کی تقدیر / جب پھوٹی ہوئی ہے تری تقدیر کی تقدیر
کیا نکلیں گے اظہارِ لیاقت کے نتیجے / بے فیض ہے جب خامۂ تحریر کی تقدیر
گدڑی کے سوا کچھ بھی میسر نہیں ہوتا / ہے کتنی بری صاحبِ اکسیر کی تقدیر
معلوم نہیں ہوگی یہاں کون سی محفل / پوشیدہ ہے بانی سے بھی تعمیر کی تقدیر
جب ہمدمِ ناداں ہے اور دشمنِ دانا / کیوں پھوٹی ہوئی سمجھیں نہ توقیر کی تقدیر

قسمت ہی جو پاگل ہو تو کیا سیفی کو سوجھے
تقدیر کی تدبیر ہے تدبیر کی تقدیر

ولہ

آسمان گر ہاتھ سے رکھتا نہین بندوقِ ظلم	چاندماری کی طرح ہم بھی تو ہین سینہ سپر

ولہ

دیکھتے دیکھتے یارون نے یہ رتبے پائے	سیفی کچھ بھی نہ کیا تم نے جہان مین آکر

ولہ

اپنی صحت کا تو کچھ شکر کروگے سیفی	نہین کرتے نہ کرو اور کسی بات کا شکر

ولہ

روک سکتا ہے کوئی تم کو سخاوت کیلئے	دیجیے خیرات لیکن مستحق کو دیکھکر

ردیف زاے معجمہ

جس بندہ خدا کی ہوئی آشنا نماز	دوزخ مین اسکو جانے بھی دیتی ہے کیا نماز
ہے مرکزِ حمیت و صدق و صفا نماز	اور مرجع تواضع و حلم و حیا نماز
کچھ اس مین شک نہین ادب آموز ہے یہی	سکھلاتی ہے سخا و وفا و رضا نماز
دونون جہان کی تمھین ملجائین نعمتین	خوف خدا کے ساتھ کرو گر ادا نماز
کیا منحصر ہے پاکی و تہذیب و حلم پہ	راہِ سلوک و شرع کی ہے رہنما نماز
اسلام ہی سے انکو تعلق نہین کوئی	جن کے مزاج کو نہین بھاتی ذرا نماز
چھوٹے بڑے فقیر و امیر ایک ہین وہان	پڑھتے ہین ایک صف ہی مین شاہ و گدا نماز
تنگی مین اور بلا مین نہ چھوڑو کبھی اسے	دنیا و دین کے درد کی ہے کیا دوا نماز
جو وقت کی نماز ہی پڑھتے نہین کبھی	وہ کسطرح خوشی سے پڑھینگے قضا نماز

جانے نہ دو اسے یہی مفتاحِ خلد ہے | کیا مفت مل رہی ہے تمہین بے بہا نماز

کیا چیز خلد و حور کہ ملجائے گا خدا | ہو جائے گر نصیب تمہین بے ریا نماز

وہ کیا ہین جس سے انکو مسلمان ہم کہین | پڑھتے نہین ہین بھول کے جو بیحیا نماز

عصمت مآب صوم ہے الفت مآب حج | شمس الضحیٰ زکوٰۃ ہے بدر الدجے نماز

پوشیدگی طاعتِ حق بھی نہین ضرور | خوفِ خدا کے ساتھ پڑھو جا بجا نماز

کیونکر کوئی خطا وہ کرین گے ارادتاً
جو دل لگا کے کرتے ہین سیفی ادا نماز

ردیف سین مہملہ

لطف تو جب ہے کہ غمگین ہو غمخوار کی پاس | اور دلدادۂ تا شاد ہو دلدار کی پاس

ردیف شین معجمہ

ظالمون کی دل لگی ہوتی ہے سیفی ظلم سے | بدہوائی کے زمانہ سے ہی ہین غسّال خوش

وله

نااہل کیون نہ پند سے سیفی ملول ہون | بیمار بھی تو کڑوی دوا سے نہین ہین خوش

وله

کیا پوچھتے ہو اہلِ دکن اب میری حسرت | ہوتی بھی ہے کچھ مرغِ گرفتار کی خواہش

کیون عاشقِ ابروے محمدؐ نہ ہو سیفی
ہوتی ہے بہادر ہی کو تلوار کی خواہش

ردیف صاد مہملہ

کرتا نہین کسی سے مروت گدائے حرص
نا آشنا جہان سے ہے آشنائے حرص

ہو جاے پادشہی بھی اگر مبتلائے حرص
رہنے نہ دیگی چین اسکو بلائے حرص

شاہی کے بدلے اسکو فقیری نصیب ہے
پڑ جائے جسکے فرق پہ ظل ہمائے حرص

یہ وہ مرض ہے جسکی دوا ہی نہین کہین
پوچھو نہ حالت مرض لا دوائے حرص

مرکر بھی چین سے نہین سوتا ہزار حیف
وہ مضطرب ہے کشتۂ تیغ ادائے حرص

عزت سے دیکھتا نہین کوئی حریص کو
یارب کسی کے سر پہ نہ ٹوٹی بلائے حرص

دیگی نہ نفع تم کو تمہاری تونگری
جب تک رہیگی سر پہ تمہارے ردائے حرص

سیفی کبھی حریص سے تم مشورہ نہ لو
سب لوٹ بات کرتے ہین بتلائی حرص

ردیف ضاد معجمہ

مرنا جو چاہے اسکو مسیحا سے کیا غرض
آبحیات اور مداوا سے کیا غرض

عزت جو اپنے دلکی کیا کرتے ہین انہین
مسجد سے کیا علاقہ کلیسا سے کیا غرض

مجھ سے جب آپکو کوئی مطلب نہین حضور
پھر مجھ غریب کے دل شیدا سے کیا غرض

اب دل لگا کے بیٹھے ہین اک بے نیاز سے
ادنی سے کیا غرض ہے اعلی سے کیا غرض

سید جنکو ہے انھین ارمان چاہیے
حسرت نصیب انکو تمنا سے کیا غرض

نزدیک اسکے پہلی سی دولت نہین رہی
ہان اب کسیکو سیفی رسوا سے کیا غرض

ولہ

آگ کے ہمراہ جب شعلے بھی ہوتے ہیں فنا
معترض کے ساتھ مٹجائینگے بیجا اعتراض

ردیف طاے مہملہ

اپنے کاموں کی اگر کچھ بہتری منظور ہے
بھول کر سیفی نہ کرنا تو کروں سے اختلاط

ردیف ظاے معجمہ

کیا خاک ان کی چیز سے کوئی ہو مستفید
سیفی جنھیں سمجھ نہ کسی کا ہے کچھ لحاظ

ردیف عین مہملہ

سفلہ کو قرب شافعِ محشر سے کیا نفع
رشتے کو ہمنشینیٔ گوہر سے کیا نفع

جب آستانِ پاک محمدؐ سے دور ہوں
پھر مجکو میرے ناصیہ و سر سے کیا نفع

ہاں مطمئن کے حق میں زمیں بھی ہے فرشِ گل
وحشت زدہ کو نرمیٔ بستر سے کیا نفع

جب امتِ نبی کے لئے ہی نہیں مفید
اے آسمان تجھے تری چکر سے کیا نفع

ذکر جہاں ہو ذکرِ خدا کے عوض اگر
ایسی نمازِ کفرِ مقدر سے کیا نفع

پانی وہیں ہو جمع جہاں کچھ نشیب ہو
بدباطنوں کو مرشد و رہبر سے کیا نفع

بوجہل رشتہ دارِ پیمبر تو تھا مگر
اندھے کو جلوۂ مہِ انور سے کیا نفع

حکمِ نبی سے عشق نہیں اور نبی سے ہے
پیاسے نہ ہوں تو چشمۂ کوثر سے کیا نفع

سیفی نبی کے وصف میں اچھی غزل کہو
ناقص ردیف قافیۂ تر سے کیا نفع

ردیف غین معجمہ

جو پارہ ہو چکے ہیں نبی کے فراق میں — کونین میں وہی تو گریباں ہیں باغ باغ

ردیف فا

جان و دل سے جو ہیں حضرت کی طرف — دیکھتے ہیں کب وہ جنت کی طرف

ان گناہوں پر ہے عشق مصطفےٰ — دیکھتا ہوں اپنی جرأت کی طرف

تشنہ کام عشق ہے سیفی غریب
کیوں نہ دوڑے بحر رحمت کی طرف

ردیف قاف

عشق احمد سے ہوئی قلب رواں کی رونق — سچ ہے ہوتی ہے مکیں سے ہی مکاں کی رونق

اے دل یاس وہ عشق نبی حاصل کر — اس سے ہو جائیگی بس دونو جہاں کی رونق

ردیف کاف عربی

انقلابات زمانہ سے پریشاں کیوں ہو — رنج یہ ختم نہ ہونگے کبھی دم ہونے تک

کس طرح چلیں سے انسان کی گزری افسوس — کھانے پینے کی رہی فکر شکم ہونے تک

کھل گئی مفلسی و بیکسی اپنی سیفی — کام چلتا تھا زمانہ کا بھرم ہونے تک

زندگی ہوتی ہے افلاس میں دو بھر سیفی
ساری دنیا کے تماشے ہیں درم ہونے تک

ولہ

پہنچے ہوئے تھے جنکے مکان آسمان تک
باقی نہین ہے انکا یہین پر نشان تک

وسعت ہمارے دیدۂ دل کی نہ پوچھیئے
اس مین سماے جاتی ہین دونو جہان تک

رونے ہی سے اگر اسے آتا ہے رحم کچھ
ڈوبیگا سیل اشک مین لو آسمان تک

لاکھون نفوس جسکے کرم کے ہین منتظر
کیا پہنچتی ہے میری فغان اسکے کان تک

دولت کی کیا تلاش ہے ہمت کو ٹھیک کر
وہ شئے ملیگی جسکا نہین ہے گمان تک

یہ تیر کیا کرے گا جو قسمت مین ہو بگاڑ
مانا کہ کھینچ بھی لیا چلہ کو کان تک

سیفیؔ وفور فکر نے کیا کیا ستم کیے
مجھ سے جدا ہوا مرا نام و نشان تک

ردیف کاف فارسی

بیٹے کو باپ سے ہی تو بیٹی کو مان سے جنگ
کہیے قیام حشر کے کیا یہ نہین ہین ڈھنگ

سمجھائیے اسکو کون بدی کی برائیان
نیکی کے نام ہی سے ہے جس آدمی کو ننگ

مانا کہ زر کے ساتھ ہے انسان کی بہبود
زر۔ زن۔ زمین پہ ہوتی ہے لیکن ہمیشہ جنگ

موزون ہے خاکیون کے لئے فرش خاک کا
ہان سر بلند جو ہین انھین چاہئے پلنگ

کچھ بھی جو جانتے ہین زمانہ کا انقلاب
وہ کار خیر مین کبھی کرتے نہین درنگ

کہنا ہے صاف صاف تو رشوت نہ لو کبھی
وہ تیغ کیا کرے گی جسے کھا چکا ہو زنگ

کیون ظالمون کا دل نہ لگیگا جہان مین
دریا مین کوئی خوش نہین رہتا مگر نہنگ

دلکو نہ مبتلا ہے ہوا و ہوس کرو
کس کام کا وہ آئینہ جسکو لگا ہو زنگ

ہرگز لگاؤ چھوٹوں پہ عدو کی نہ آئیے
ہوتے نہیں ہیں زیب بدن جامہ ہائے تنگ

کر جاؤ کوئی کام نہ چھوٹوں کے عہد پر
کب وقت پہ پہنچتے ہیں منزل کو اسپ لنگ

وابستگی جسم سے تارِ نفس کے ساتھ
جب ڈور ہی نہ ہو سکے تو کیونکر اُڑے پتنگ

کھٹکا رہیگا گرنے کا ہر دم سوار کو
جب تک کہ تنگ گھوڑے کا سیفی نہ ہو تنگ

واقف جو سرد و گرم زمانہ سے کچھ بھی ہیں
وہ اختیار کرتے ہیں سیفی ہوا کا رنگ

ردیف لام

بڑی قسمت سے ہے اور حسرت بھرا دل
الٰہی کس مصیبت میں پھنسا دل

کسی کا ہو کے یہ کیونکر رہے گا
مجھی کو جب ستاتا ہے مرا دل

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز
ملا اک بیوفا کو بیوفا دل

پریشانی مری پوچھو نہ سیفی
بڑی قسمت سے ہے اور حسرت بھرا دل

ولہ

سرخرو کیوں نہوں نیکوں کی عنایت سے بُرے
پرتوِ مہر سے ہے لال بھبوکا بادل

ولہ

جو خدا کی یاد میں سوجان سے ہیں منہمک
اُن کے حق میں آتشِ دوزخ بھی ہو باغِ خلیل

ولہ

ہم جوہرِ ذاتی کے ای سیفی ثنا خوان ہیں
غیروں کی کمائی سے گرچہ ہو تو کیا حاصل

ولہ

کامیاب اپنے ارادے مین تو کیسے ہوگا
تری امید کا مرجع ہے جب انسانِ بخیل

خدا کچھ عقل اور ہمت انہین دے
جو بیکاری کو کہتے ہین توکل

ولہ

ایسی ہی رنج و فکر کی آمد اگر رہی
ہو جائیگا کسی نہ کسی کا شکار دل

جنت کی بھی خدا کی بھی دنیا کی بھی ہے چاہ
دینے لگے مجھکو بارِ خدا تین چار دل

شرمندگی بھی آتشِ دوزخ سے کم نہین
کیون شرمسار ہو کوئی ناکردہ کار دل

راحت کا ہے گزر کبھی آفت کا ہے گزر
اعراف ہے کہ ہے مرا امیدوار دل

کھٹکے نہ پاے یار مین خارِ دلِ حزین
کیون پھینکتے ہو سیفی سرِ رہگزار دل

ردیف میم

جب اپنے کئے کی سزا پائینگے ہم
اسی وقت کچھ ہوش مین آئینگے ہم

گنہ پر گنہ اب تو کرتے ہین لیکن
بہت حشر کے روز پچھتائینگے ہم

ولہ

صاف دل وہ ہین کہ ہین آئینہ ہم
کچھ نہین رکھتے کسی سے کینہ ہم

اس مین پنہان ہین بہت سرِ خفی
کیون نہ سمجھین شاعری کو سینہ ہم

منزلت اپنی جہان کچھ بھی نہو
جائینگے ایسی جگہ پر بھی نہ ہم

رحم ہی جب ہو گیا عنقا صفت
کس کو پھر دکھلائین زخمِ سینہ ہم

کیون نہ سوجھے جاہلون کو شاعری | ابچہ مردم سیکند یونہین ہم
جیتنے والون نے بازی جیت لی | دیکھتے ہی رہ گئے آئینہ ہم

کیون اُٹھاتے اسطرح شرمندگی
غیر کی سنتے اگر سیفی نہ ہم

ولہ

سنو اخدا کے لگاؤ نہ دل کسی سے تم | نہ رہنے پاؤگے ورنہ کبھی خوشی سے تم

ولہ

عمرِ عزیز کہو چکے نادانیون مین ہم | اب مبتلا ہین سخت پشیمانیون مین ہم
بہولے سے بھی مزاج سلجہتا نہین کبہی | جب سے الجھ گئے ہین پریشانیون مین ہم

نیرنگیان جہان کی سیفی نہ پوچھیے
ششدر ستھے کل وہ آج ہین حیرانیون مین ہم

ولہ

کھا کے رشوت دادِ حق کیا خاک راشی دیسکین | بات کر سکتے نہین منہ مین نوالہ رکھ کے ہم

ردیف نون

جس جگہ یہ کینہ پرور آسمان ہوتا نہین | ماجرائے دردوغم ہرگز وہان ہوتا نہین
طور پر موقوف کیا ہے قابلیت چاہیے | شاہدِ مقصود کا جلوہ کہان ہوتا نہین
آشیان اُس باغ مین چلکر بنا اے عندلیب | خلد کی صورت جو پامالِ خزان ہوتا نہین

ولہ

زر بھی جاے سزا بھی بھگتین — یہ کام نہ ہوگا عمر بھر مین تو
اوج سپہر کمینہ تفرقہ ساز — ہون یار وطن مین ہم سفر مین
پامال ہے آج اُن کی تربت — تھی نخوت و کبر جنکے سر مین

پیری مین گرے ہین دانت سیفی
تارے تھے نہان ہوے سحر مین

ولہ

لیجائینگے نصیب کے چکر جہان کہین — لیجائیگا مجھے بھی وہین آشیان کہین
واقف ہین ہم تو تیری جفاؤن سے اے فلک — یہ دل بھی کچھ سمجھ لے تیری شوخیان کہین
کیون ناگوار طبع ہون احباب کے ستم — ہوتا ہے ناگوار بھی جور بتان کہین
دل سے نکلکر آئے زبان تک جو راز دل — ہوتا ہے ایسا راز بھی راز نہان کہین
کیون ہو خفا سمجھتے ہو مجکو عدو سبھی — ہوتی ہین ایک طرح کی سب انگلیان کہین
راحت مین بھی خیال یہ آٹھون پہر رہا — پیچھا کرے نہ ادھر مرا آسمان کہین

ولہ

کبھی کتے کی دم سیدھی نہ ہوگی — اگر برسون بھی ہم نلی مین رکھین

ولہ

نہ ہو دیوانہ گل پر دیکہ ادھر بھی بلبل نادان — کہ وہ تھامے ہوے ہے تیر کو صیاد چٹکی مین

زمانہ ہے اگر تیرا تو بھول اسپر نہ لے سیفی
بدلتا ہے ہزارون رنگ یہ جلاد چٹکی مین

ولہ

پیسے کے ساتھ ساری جہاں کی خوشی بھی ہے ۔۔۔ جب یہ نہین تو عیش کے سامان بھی نہین
کیا تھا کہا اعتبار کمینون کے قول کا ۔۔۔ افسوس بیوفاؤن کو ایمان بھی نہین
کہہ سنکے کچھ بخار ہی دل کے نکالتے ۔۔۔ ہمسایہ یہان یہ کوئی پریشان بھی نہین

ایسی مسافرت کی پریشانیون مین ملے
اپنا رفیق سیفی لسّان بھی نہین

ولہ

انسان کوششین ہی کرے اور کچھ نہ ہو ۔۔۔ ایسا تو کوئی کام جہان مین اہم نہین
جس کام کا نتیجہ بجز غم کے کچھ نہ ہو ۔۔۔ ہشیار ایسے کام مین رکھتے قدم نہین

ہر ایک بات کے لیئے سیفی دعا کرو
اُس کے خزانہ مین تو کوئی چیز کم نہین

تری طاق ابرو کی ہے یاد جن کو ۔۔۔ سدا اُن کی گردن کو خم دیکھتے ہین
کس امید پر دل لگائین کسی سے ۔۔۔ وفادار دنیا مین کم دیکھتے ہین
ہمین بس تری جستجو سے غرض ہے ۔۔۔ اسی دُھن مین دیر و حرم دیکھتے ہین

کسی سے شکایت ہی کیا اس کی سیفی
محبت مین عاشق ستم دیکھتے ہین

ولہ

اس معمے سے ہمین کچھ آگہی ہوتی نہین ۔۔۔ جو گیا دنیا سے اسکی واپسی ہوتی نہین
تجربہ اس بات کا ہم کو ہوا مدت کے بعد ۔۔۔ خود غرض کی بات ہی مین راستی ہوتی نہین
اپنے بیگانے ہوئے ہین کس غضب کا انقلاب ۔۔۔ مفلسی سے بڑھکے کوئی شے بری ہوتی نہین

تم ہوسکا رونکی صحبت مین ہوئی ہو بیوفا
راست ہے یہ کوئی عادت فطری ہوتی نہین

جن مین قوت ہے وہ کب ہوتی ہین تابع اور کے
تیرنے مین شیر کے ہرگز کبھی ہوتی نہین

مصلحت ہے کوئی پابند قسمتی عشاق کی
دلبری ہوتی ہے جنمین دلدہی ہوتی نہین

کرتے تھے اہل سخن کی دلدہی اہل سخن
سیفی اب یہ بات بھی جاتی رہی ہوتی نہین

ولہ

دوست جسکو سنکے ہنجاتین عدو
دیکھو ایسی گفتگو اچھی نہین

خیرخواہونکی ستانا رہگئی
سچ تو یہ ہے آرزو اچھی نہین

ولہ

جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض اچھا نہین ہون مین
جیسا کہ تم سمجھتے ہو ویسا نہین ہون مین

بجتی ہے دونون ہاتھ سے تالی ستم شعار
جب تو مرا نہین ہے تو تیرا نہین ہون مین

اچھے جب آپ ٹھہے تو برا کیون کہا مجھے
مانا کہ لوگ کہتے ہین اچھا نہین ہون مین

ولہ

جلوہ یار ہو دل مین تو مزا ہے ورنہ
شیشہ کس کام کا جب ہو نہ پری شیشہ مین

دیکھنے کو تو ہے انسان بہت ہی بیبس
بند کرتا ہے مگر دیو پری شیشہ مین

فتنہ انگیز کرشمون سے ترے دختر رز
کب اترتا ہے کوئی مرد جری شیشہ مین

ولہ

جب تک اچھا اور کامل رہنما ملتا نہین
بے نیاز بے نشان کا کچھ پتا ملتا نہین

بیوفا سے کیون ہے اے سیفی توقع وفا

ملتا ہے

جانتے ہین سب کہ عنقا کا پتا ملتا نہین

ولہ

اگر غرقابِ بحرِ غم ہے عاشق تو کیا غم ہے ۔ کہ خواہانِ گہر غوطہ زنی سے کام لیتے ہین
رواہے نارِ دا بھی اپنے اپنے وقت پر لیکن ۔ جنھین کچھ شرم ہے وہ کبِ خوشی سے دم لیتے ہین
بڑا احسان ہے انکا کہ اپنی نیکیان دیکر ۔ مری ساہی سیہ کاری کو یہ تمام لیتے ہین

ترقی کی جو خواہش ہے تو محنت کیجیے سیفی
جو اچھا کام کرتے ہین وہی انعام لیتے ہین

ولہ

دیکھ کر حالت اپنا سے زمانہ سیفی ۔ کبھی حیران کبھی خندان کبھی گریان ہوئین

ولہ

مجال کیا کہ جو قالب مین آرزو نہ رہے ۔ اگرچہ قید ہی عہدِ شباب ہم بھی ہین
پتہ یہ آمد و رفتِ نفس سے ملتا ہے ۔ کہ بحرِ زیست مین مثلِ حباب ہم بھی ہین

عدو کی موت پہ کیونکر کرین خوشی سیفی
کہ اس سفر کے لیے پارکاب ہم بھی ہین

ولہ

وہ دل کب خدا سے لگائے ہوئے ہین ۔ جو حور و بنہ ایمان لائے ہوئے ہین

ولہ

ملے کیا کم قسمتی ہے لذتِ دارین سے ۔ زاہدون مین ہون نہ مین سیفی نہ میخوارون مین ہون

ولہ

نگہ میں اپنے پرائے کی باوقار ہوں میں ۔۔۔ خزاں جسے نہیں چھوتی ہے وہ بہار ہوں میں
بٹھائیں کیوں نہ مجھے آنکھ پر مرے احباب ۔۔۔ جہاں میں سرمے کے مانند خاکسار ہوں میں
عدو کے واسطے غم دوست کیلئے ہوں خوشی ۔۔۔ نہیں خزاں ہوں کہیں ہوں موسم بہار ہوں میں

عدو کی بات کا کیا اعتبار اے سیفی!
یہ سب تو جانتے ہیں مخبر روزگار ہوں میں

ولہ

کیا کرشمے ہیں تیری قدرت کے ۔۔۔ جاہلوں سے عقیل ہیں ممنون!

ولہ

عبث آتا ہے اے نباش دیوانوں کی مرقد پر ۔۔۔ کفن کیسا نہیں ملتے ہیں پتھر بھی مزاروں میں
طریق عشق میں یکساں ہے پابندی و آزادی ۔۔۔ کبھی میں زاہدوں میں ہوں کبھی ہوں بادہ خواروں میں

ولہ

ہر ایک چیز سدھر جاتی ہے سدھارو تو ۔۔۔ بنیگا نیک اگر ہم حروف کیا کٹھن

ولہ

رات دن کشمکش زلف دوتا میں ہوں میں ۔۔۔ ہائے کس پیچ میں آفت میں بلا میں ہوں میں
صبح ہوتے ہی نکل چلنے کا سامان کیا ۔۔۔ رات بھر کے لیے اس کہنہ سرا میں ہوں میں
ہائے کس منہ سے ہو قسمت سے بگڑنے کا گلہ ۔۔۔ اپنے اعمال رذیلہ کی سزا میں ہوں میں
آسمان ٹوٹ پڑے بھی تو نہ ہوگا کچھ غم ۔۔۔ کیونکہ اب منزل تسلیم و رضا میں ہوں میں
رات ساری تو تغافل ہی میں گزری لیکن ۔۔۔ صبح کا وقت ہے اور یاد خدا میں ہوں میں
بہت آسان تھا ایک ایک گنہ کا کرنا! ۔۔۔ سبکی اب فکر ہے اور دست قضا میں ہوں میں

بے تکلف وہی کرتا ہوں جو کچھ دل چاہے ہے
فکر میری نہ کرو تم فقرا میں ہوں میں

بات جو بس گئی دل میں وہ نکلتی کب ہے
سیفی تم مجکو نہ چھیڑو جھنجھلا میں ہوں میں

ولہ

بھروسا ہو ترے عہد و پیماں ای ظالم تو کیونکر ہو
بدلجاتا ہے جب غصہ ہی پیارا پیار چٹکی میں

ولہ

سیفی ہمیں ستاتی ہیں جب آفتیں بہت
دل اپنا شعر گوئی سے بہلائے جاتے ہیں

ولہ

کیا جانے کیا سلوک کرے جلوہ حبیب
موسیٰ کی طرح طالب دیدار ہم بھی ہیں

ولہ

پرستش ان بتوں کی کرکے کاٹی زندگی ساری
رگ جاں ہی مرے تن میں کہ ہے زنار پہلو میں

تڑپتے ہی گزر جاتی ہے ساری رات ای سیفی
مزا کیا زندگی کا جب نہ ہو دلدار پہلو میں!

ولہ

مگر ہم قیامت کے دن بھی نہ جاگیں
کچھ ایسی ہی غفلت کے مارے ہوئے ہیں

نہ قسمت سے واقف نہ کل کی خبر ہے
نہ کیوں آپ ہمت کو ہارے ہوئے ہیں

تمہاروں کا شکوہ کرے کیسے سیفی
ہمارے جو تھے وہ تمہارے ہوئے ہیں

ولہ

چین گھر بیٹھے ہوئے شام و سحر کرتے ہین
ہم بھی کس شان ہو عقبیٰ کا سفر کرتے ہین

شبِ آفت کی درازی کوئی اُن سے پوچھے
کروٹین لیتے ہی لیتے جو سحر کرتے ہین

اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد ہی الگ کیون بنائین
شیخ رندون سے اگر ٹیڑھی نظر کرتے ہین

اپنے بیگانے نظر آتے ہین اللہ! اللہ
ہم تردد مین جدھر ہائے نظر کرتے ہین

ولہ

پندِ ناصح سے مرے دوست کبیدہ کیون ہو
وہ محبت سے جو کہتے ہین بجا کہتے ہین

چھوڑ دیجئے گا خدا کیلئے اس کام کو آپ
ہے برا اور اسے لوگ برا کہتے ہین

مفلسی سے تو نہین کوئی برائی بڑھکر
ٹھیک کہتے ہین جو سیفیؔ کو برا کہتے ہین

ولہ

دمِ کردن نہ کردی ہیچ! اکنون
چہ حاصل میشود از لب گزیدن

چو سیفیؔ گوشِ دل شنوا نباشد
چہ حاصل پندِ واعظ را شنیدن

ولہ

درین دنیائے دون از بہرِ دونان
بسے کار است کارِ خیر کردن

ولہ

خردمندانِ کامل را نزیبد
ہوائے نفس نا فرجام کردن

ولہ

چہ نامِ زہد را بر باد دادند
ز دلقِ مکر کوتہ آستینان

زبان بر تخلص بند خود کشایند
بہ بین سیفی غرورِ خوشہ چینان

ولہ

شریکِ غم ہین یہ اور وہ شریکِ عیش و عشرت ہین
بس اتنا ہی تو بل رہتا ہے سیفی دوست دشمن ہین

ولہ

بُرا ہو تیرا اسے عداوت بُرا ہو
پسند اب تجھے آشنا کرتے ہین

ولہ

کسی کے ہاتھ کوئی رقعہ تک نہ بھجوایا
امید اور کرم گستری کی کیا رکھین
سو اس تک بھی جدا ہو رہے ہین پیری مین
اب اور کس کی رفاقت کا آسرا رکھین
امیدِ زیست کی جب کچھ نہین ہے اے سیفی
تو کام آج کا ہم کل پہ کیون اٹھا رکھین

ولہ

کام بھولے سے بھی ایسے نہین کرتے عاقل
جن کے انجام انھین رنج والم دیتے ہین
کیون کسی شوخ سے امیدِ کرم ہے تجکو
دادِ انصاف کہین اہلِ ستم دیتے ہین

ولہ

عقلمند کب امیر ہوتے ہین
کیمیا گر فقیر ہوتے ہین

ولہ

نہین تاؤ دیتے ہین مونچھون پہ سیفی
کھلونا جوانی کا ہے کھیلتے ہین

ولہ

بیوقوفی اگر بڑی شئے ہے ۔۔۔ پھر شرابی ہے عقل کا دشمن

ولہ

غور سے دیکھیں اگر دنیا کے ظالم کی چلن ۔۔۔ بیشک تیر و خار بنجائیگا ہر اک موئے تن

ولہ

جو زاہد و عابد ہیں غیروں کی کمائی پر ۔۔۔ کب دوست خدا کے یہ مخلوق کی دشمن ہین

ولہ

یاد کرکے کیون ستاتا ہے مجھے وعدہ خلاف ۔۔۔ ہونگی آفت میری سب بیماریونپر ہچکیان
عمر بھر بھی یاد ہم کرتے رہین تو نفع کیا ۔۔۔ جب اڑا دی جا رہی ہین چٹکیون پر ہچکیان
چھینک لو یاد و غن بادام یا پانی پیو
گر تمھین آتی ہین سیفی ہچکیونپر ہچکیان

ولہ

آرزو سے فائدہ جب سعی کی ہمت ہنو ۔۔۔ طائر بے بال و پر بھی اڑتے ہین سیفی کہین

ولہ

تم کو بے غیرت سمجھ لیگا کوئی ۔۔۔ دیکھو بے موقع ہنسی اچھی نہین

ولہ

دشمن نے دیکھ کر مجھے نیچی نظر جو کی ۔۔۔ مجھکو مرے کمال کا پختہ ہوا یقین

ولہ

جب تمنا ہی نہیں زر کی ہمین + ۔۔۔ کیون کسی زردار کی پروا کرین

ولہ

خدا رکھے سلامت تجھکو سیفی | کہ تجھ مین سیکڑون ہی خوبیان ہین

ولہ

ایک عرصہ ہوا مسجد مین نہا کر مجھکو | سیفی فرمایئے کیا اب بھی مسلمان ہونگیا

ولہ

اُس سے کرتے ہو دوستی ہی کیون؟ | جسپہ کوڑی کا اعتبار نہین

ولہ

اُن کا جانا عہدۂ اعلےٰ پہ کچھ مشکل نہین | جنکی امیدین ہزارون کوششون کے ساتھ ہین

ولہ

ہر مصیبت ہر مشقت ہے مجھے دل سے قبول | لیکن احسان کسی کا مجھے منظور نہین

ولہ

امید حق شناسی جاہلون سے؟ | یہ باتین علم والون کے لئے ہین

ولہ

خونِ دل و جگر سے کبھی گر وضو کرین | موسنے کیطرح یار سے ہم گفتگو کرین
دیکھین سب تجھے کہین تو تری آرزو کرین | جب روشناس ہی نہین کیا جستجو کرین
عزت کا جب خیال ہی رکھتا نہین ہے دل | کیون ایسے بیوقوف کی ہم آبرو کرین
گھٹنے کو بدر کے بھی اگر دیکھ لین کبھی | اتنا غرور و ناز نہ یہ ماہرو کرین
بڑھ جائین بڑھتے بڑھتے یہانتک کہ ہون ملک | اپنی ہی کاش آپ اگر آبرو کرین
پروا نہین ہے جانکی عزت کی مال کی | جو چاہتے ہین آج ہمارے عدو کرین
دامانِ تار تار کا کیا کیجے بندوبست | ہو دھجیان تو رشتۂ جان سے رفو کرین

دل پاک ہو یہ نامۂ اعمال کچھ نہیں — دریائے اشک میں جو کبھی شست و شو کریں

حیف قدردان علم ہی سیفی کوئی نہیں
کیا خاک لکھنے پڑھنے کی ہم آرزو کریں

ولہ

یوں ہی ثابت رہیں گے ہاتھ اور پاؤں — مرتے تک اس کا اطمینان نہیں!

ولہ

حیف ہر کسی چیز کو اچھا نہیں کرتی تقریظ — اچھی چیزیں کسی تعریف کی محتاج نہیں

ولہ

موت کا خوف بدلجائے خوشی سے سیفی — خواہش خواب کو گر موت کی خواہش سمجھیں

ولہ

قدردان جس کام کا کوئی نہ ہو — آپ ایسے کام کرتے ہی ہیں کیوں؟

ولہ

بیخرد کے لیئے نصیحت ہے — عقل والے تو عقل والے ہیں؟

ولہ

کیسی احباب کی عنایت ہے — اپنے سایہ سے آپ ڈرتا ہوں؟

ولہ

ہاں ظرافت چاہیئے سیفی مگر — سچ تو یہ ہے بے زری اچھی نہیں

ولہ

آدمیت ہو تو پھر ہے آدمی بھی آدمی — جسمیں شیرینی نہو وہ راکھ ہے شکر نہیں

ولہ

کیوں کسی آفت سے حیراں ہو کہ طبع مستقل — آبِ آئینہ ہوا سے موجزن ہوتا نہیں

ولہ

قدر پیسے کی ہوا کرتی ہے غربت ہی میں — کہ عصا ہاتھ میں آتا ہے نقاہت ہی میں
سفلے پہچانے گئے ہیں تری رعایت ہی میں — اثر ہی کام کی ہوتی ہے مروت ہی میں
کیوں نہ پیش آتے ہو اچھے سے ہو لطف دشمن سے — لطف ملتا ہے اگر تم کو عداوت ہی میں
ہوش سے کام کرو رنج سے مت ہو غافل — چور سامان کو لیجاتے ہیں غفلت ہی میں

ولہ

میٹھی باتوں کے سوا ان سے نہیں کوئی امید — آج کل دوست بھی ایک میوہ مصنوعی ہیں

ولہ

خالی نہ رہیں آپ کے دل یادِ خدا سے — شیطان رہا کرتے ہیں ویران گھروں میں

ولہ

عقل والوں کو خدا علم سے عزت بخشے — بےخرد علم سے مغرور ہوئے جاتے ہیں

ولہ

کوششیں ہیں کامیابی کی دلیل — صرف ارمانوں سے کچھ ہوتا نہیں؟

ولہ

غیر تو غیر ہیں کیا اُن سے شکایت سیفی — دوستوں سے بھی تو انصاف کی امید نہیں

ولہ

یہ کسب علم نہیں زر کے واسطے تاہم — غنی اگر نہیں عالم تو بینوا بھی نہیں

ولہ

اپنی رفتار کو چھوڑو نہ کبھی رحمت مین
چوکڑی بھول کی پڑتا ہے ہرن آفت مین

ردیف واو

بہت بیفائدہ ہوتی ہین باتین پیٹھ پیچھے کی
مزا ملتا ہے جب جسکا گلہ ہو اسکے منہ پر ہو

ولہ

اک نہ اک روز کسی بزم عدو مین سیفی
سخت شرمندہ کریگا تمھین ٹھٹا دیکھو

ولہ

سربلندی کا ہے اگر ارمان
خاکساری غبار سے سیکھو!

ولہ

چاہتے ہو اگر امیری کو
ترک کر دو فضول خرچی کو

تمکنت کی اگر ہے کچھ خواہش
چھوڑ دیجے فضول گوئی کو

سخت کے ساتھ سخت ہو جاو
دانت ہی توڑتے ہین ہڈی کو

ولہ

جنکے ارمان دو عالم مین بنائین رسوا
کیا کرے کوئی کہو ایسے پریشان دل کو

حسن کو اپنے چھپا رکھتے ہین چھپنے والے
پر کوئی روک نہین سکتا دل مائل کو

کیجے شکر کہ سمجھا ہے تمھین اسنے سخی
کیون جھڑکتے ہو بخالت سے کسی سائل کو

ولہ

دیکھون نظر اٹھا کے جدھر تیرا نور ہو
اتنا تو کم سے کم مرے ساقی سرور ہو!

…آنکھ اور دل نہین کہتے اُسے کبھی — جس آنکھ اور دل مین نہ تیرا ظہور ہو
…س شاخ پہ ہین پھل اُسے جھکنا ضرور ہے — وہ عقلمند ہی نہین جسکو غرور ہو

اچھی وہ بادہ نوشی سراسر فضول ہے
ہوش و حواس و عقل مین جس سے فتور ہو

ولہ

…شر بھا تری دہلیز پہ مر جانے کو — کیسے دانائی یہ سوجی ترے دیوانے کو
…از تو اپنے ہی لوگو پہ ہوا کرتے ہین — کون تکلیف دیا کرتے ہین بیگانے کو
…یون وسیلہ کی ضرورت ہو تری جنّت مین — کیا سکھاتا ہے محبت کوئی پیدا نے کو
…ین جنّت مین بھی جاؤنگا کبھی نام نہ لون — جب تلک آئین نہ حورین مری لیجانے کو

اُسکے وعدون سے ہو کیا خاک تسلّی سیفیؔ
دیر لگتی ہی نہین جسکے مکر جانے کو

ولہ

…یکھو کہ بیوفائی کا کس پر اثر ہوا — پورا نہ کرکے عہد پشیمان نہین تو ہو

ولہ

…دو کے سامنے مین بات بھی کرتے جھجکتا ہون — فقط اتنا مجھے ڈر ہے کہین بیگانہ کبو تر ہو

ولہ

…لِ عشق تجی مجھسا گنہگار نہین — اسلئے شرم کے آتے ہین پسینے مجکو!
…کھین رو رو کے کیا کرتی ہین کم دلکی بھڑاس — بحرِ غم مین ہین معاون یہ سفینے مجکو!

اس سے بڑھکر بھی کوئی عز و شرف ہے سیفیؔ

مدح خوان اپنا بنایا ہے نبی نے مجکو

ولہ

عشق احمدؐ کے سوا یار نہیں ہے تو نہ ہو ۔ مہربان گنبدِ دوّار نہین ہے تو نہ ہو
اپنی کہہ کے نکرنا تو نہ ہوگا ہرگز ۔ مجھ مین گر طاقتِ دیدار نہین ہے تو نہ ہو

ولہ

چاہتے ہو اگر خضر کی عمر ۔ رشکِ لقمان و بوعلی بنجاؤ

ولہ

افسر تمہارے کتنے ہی ظالم رہین مگر ۔ جاے ضرور ان کو سمجھ کر ملا کرو

ولہ

بکواس احمقی کی سراسر دلیل ہے ۔ اچھا ہے جسقدر بھی تم اس سے بچے رہو

ولہ

گر حقیقت مین بری شے ہی فلاکت سیفی ۔ پھر امیرونکو فقیرون سے محبت کیون ہو

ولہ

کیسی ہی الفت بڑون سے کیون نہو ۔ تم ادب کو ہاتھ سے جانے نہ دو

ولہ

بیحیائی کی نشانی ہے ہنسی ۔ سیفی تم اس سے ذرا بچتے رہو

ولہ

کل کے دن جائیے کیا حشر تمہارا ہوگا ۔ کل کی مرغی سے بھلا آج کا انڈا سمجھو

ولہ

فکرِ دنیا میں تو ڈوبے ہوئے ہو تم سیفی
عاقبت کی بھی کبھی فکر کیا کرتے ہو

ولہ

سیر ہوتی ہی نہیں ہے ہوس تا بینا
دیدۂ حرص تو بینا ہے یہ کیون قانع ہو

ولہ

کام بنتے ہین ولیکن دیکھے حیلِ تدبیر کو
ہمسے ہی کیون سوجھتی ہے دل لگی تقدیر کو

صدقے ہون کسکے تڑپنے کو کہتے ہین خاموش رہ
صبر پڑتا کہان میرے دلِ دلگیر کو

زخمیوں کو یون تڑپتے چھوڑنا اچھا نہین
ذبح کرکے باندہ لو فتراک مین نخچیر کو

وہ مبارک لوگ جنکی عقل کو بھی ناز ہے
کب روا رکھتے ہین کارِ خیر مین تاخیر کو

فی الحقیقت ہے اثر تاثیر ایک ہلکی سی بات
کون یہ سمجھائے میرے نالۂ شبگیر کو

گردشِ ایام نے جب مجھکو مضطر کر دیا
آرزو ہین کوسنے دینے لگین تقدیر کو

ناتوان دل کی امیدون پر نہ پانی پھیر ہے
توڑنا اچھا نہین سیفی عصائے پیر کو

ولہ

نرمیوں سے مسخر ہوگا دشمنِ کمزور بھی
پھیل کر بہتا ہے پانی گر زمین ہموار ہو

ردیف ہائے ہوز

بڑھا ئینگے جو شان و شوکت زیادہ
وہ آخر اٹھائینگے خفت زیادہ

یہ وہ بات ہے جو نہ آئیگی جا کر
کرو تم خیالِ شرافت زیادہ

نکلتا ہے جو کام آہستگی مین
کرو اس مین تیزی نہ حضرت زیادہ

تمہارا ہی آخر میں دل سخت ہوگا ۔۔۔ کسی سے نہ رکھنا کدورت زیادہ
شرافت کو کیا آپ سمجھے ہوئے ہیں ۔۔۔ نہ ہوگی یہ کم ہو کے حشمت زیادہ
جو محسن سے اپنے کرے گا برائی ۔۔۔ وہ دیکھیگا آخر ندامت زیادہ
لیاقت بڑھیگی جو تعلیم دوگے ۔۔۔ سخاوت سے ہوتی ہے دولت زیادہ
نمایش کی چیزیں نہیں کام آتین ۔۔۔ ضرورت سے کیجے نہ حسرت زیادہ
جو سنتے نہیں ہیں بڑون کی نصیحت ۔۔۔ وہ سہتے ہیں آخر مصیبت زیادہ
عبادت کروگے تو پاؤگے جنت ۔۔۔ کہ محنت سے ملتی ہے دولت زیادہ

مگر آج سیفی نے دنیا کو سمجھا
کہ ورد زبان ہے نصیحت زیادہ

ولہ

پہلی سی اب زمانہ کی رفتار ہی نہیں ۔۔۔ کیا کیا سلوک ہوتے تھے اہل ہنر کیساتھ

سیفی سیاحتوں کے مزے مفلسوں کو کیا
دنیائے دوں کے لطف اگر ہیں تو زر کیساتھ

ولہ

تڑپنے سے ذرا فرصت تو ملتی ۔۔۔ بلا سے جھوٹ کہتا نامہ بر کچھ

ولہ

جنت سے ہے بہتر چمنستان مدینہ ۔۔۔ فردوس کا خواہاں نہیں خواہان مدینہ

ولہ

گر بے زری کا شکوہ کروگے ہر ایک سے ۔۔۔ ہو جاؤگے ذلیل بھی تم مفلسی کیساتھ

ولہ

پیروی اچھونکی اچھا کیون نہ کردیگی تمہین ۔ آسمان پر سوئی بھی ہے حضرت عیسیٰ کے ساتھ

ولہ

نہ پوچھو سود خوارون کے نتیجے ۔ یہان ہین ہاتھ کالے اور وہان منہ!

ردیف یاے تحتانی

خدا جانے کیا حشر کل اپنا ہوگا ۔ نہ دوزخ ہماری نہ جنت ہماری
نتیجہ بھگت لوگے اپنے کیے کا ۔ نہ مانو بلا سے نصیحت ہماری

ولہ

کیون اے ہلال دش تجھے اتنا ملال ہے ۔ ہر چیز کے کمال کو آخر زوال ہے
کسکو سنائین اپنی مصیبت کی داستان ۔ جو ہے وہ اپنی فکر مین آشفتہ حال ہے
میدانِ حشر بھی تجھے خمخانہ ہو گیا ۔ شکر خدا ہے! مین ہون مئے انفعال سے

ولہ

موت ہمنے رنج مین منظور کی ۔ آفتون مین سوجھتی ہے دور کی
عالمونکو کہتے ہین جاہل برا ۔ قدر کیا لنگور کو انگور کی

ولہ

عجب حال دیکھا گیا اس جہان کا ۔ کہین ہے خوشی اور کہین رنج و غم ہے

ولہ

نوشتہ ہے اگر تقدیر کا تحریر پتھر کی ۔ تو مجھ سے ہو نہین سکتی ہے کچھ تدبیر پتھر کی

جسے تیشے کی ہاتھوں چھوٹنا بنا ہی مشکل ہے
خدا سے کیا ملا سکتی ہے وہ تقدیر پتھر کی

ڈوبے جاتے ہیں چلو ہی سے ہم تو بارِ عصیاں میں
عزیزو کس لیے کی قبر تعمیر پتھر کی

کبھی جو بات دل میں سنگدل کی کب نکلتی ہے
مٹا سے بھی کہیں مٹتی بھی ہے تحریر پتھر کی

لیے کیوں نہ بڑھ چڑھ میں جب عزت دو انہیں سیفی
خدائی کا کیا دعوی جو کی توقیر پتھر کی

ولہ

وہ عالمِ شباب کی دولت نہیں رہی
وہ دل نہیں رہا وہ طبیعت نہیں رہی

دل میرا آپ سے نہ پھرے گا تمام عمر
سیرت تو یہ رہیگی جو صورت نہیں رہی

وہ بھی تھا اک زمانہ کہ اک پر تھا اک فدا
اب کو کسی میں نام کو الفت نہیں رہی

کیا دشمنی ضرور ہے جب دوستی نہ ہو
کیوں اس سے لڑتے جس سے محبت نہیں رہی

پیری میں کس گھمنڈ پہ سیفی لگائیں دل
نازاں تھے جب ہم وہ طبیعت نہیں رہی

ولہ

دار سے بچنے کی اُسنے کی نہ کچھ تدبیر بھی
طبیعت ہوتے ہی بلا کی عاشقِ دلگیر بھی

ولہ

نیند آنیکے عوض آنکھوں میں آنسو آتے ہیں
سونے والے نہ سنیں رام کہانی میری

شعر فہمی کی جنھیں فکر نہیں ہے سیفی
آنپہ کیا خاک کھلیگی یہ روانی میری

ولہ

کہی سیفی نے کتنی بات اچھی
نہیں امید سفلوں سے وفا کی

ولہ

بزمِ دنیا مین نہ کم عیش کی سامان ہونگے — ہم ہی اک روز کسی قبر مین مہمان ہونگے
خاک ہوجاینگے مٹ جائینگی ای چرخ برین — پر کسی کے تو نہ شرمندۂ احسان ہونگے
کہنے پر اس دلِ نادان کے نہ جاؤ سیفی — دیکھو پچتاؤگے وان غیر نگہبان ہونگے

ولہ

پاک باطن کا کیا کرے کوئی — دشمن اپنا ہوا کرے کوئی
جان سے جو عزیز ہین اُن سے — نہ جدا ہو اخدا کرے کوئی
غیر کے نیک و بد سے کیا مطلب — کام اپنا روا کرے کوئی
سیرِ باغِ جہان مین لے سیفی — چشمِ عبرت کو وا کرے کوئی

ولہ

کل رہے گا راحت و آرام سے — آج جس نے کچھ مصیبت دیکھ لی
پند کی لی محفلِ اغیار مین — مین نے ناصح کی حماقت دیکھ لی
سیفی پیسے کی ہے ساری دوستی — مین نے دنیا کی طبیعت دیکھ لی

ولہ

فرقتِ احباب مین وردِ زبان اشعار ہین — دل کے بہلانے کو زخمِ دل گلستان ہوگئے

ولہ

صحرا ے لق و دق ہے ناقہ کا رنگ فق ہے — بدلے حدی کے نالے ہوتی ہین ساربان کے

رہزن ہزار ہین اور رات ہین ڈراتی — اللہ کچھ مدد کر سالار کاروان کے
کیا پوچھتے ہو سیفی نیرنگیان جہانکی — تم پر تو آئینہ ہین حالات آسمان کے

ولہ

چار احباب بہم ایک جگہ ہون جسدم — وہ زمانہ وہ گھڑی اور وہ سال اچھا ہے
حرص کی خانہ خرابی نہین دیکھی اے دل — کام اچھا ہے وہی جسکا مآل اچھا ہے
چور کب چین سے رہتے ہین چرا کر دولت — مال اچھا ہے وہی جسکا مآل اچھا ہے
علم سے قدر ہے انسانکی دولت سے نہین — مے جو اچھی ہو تو پھر جام سفال اچھا ہے
رات دن فکر سخن طبع رسا ہے منحوس — حسب موقع جو کرین فکر خیال اچھا ہے

ادب استاد کا ہے باعث تحصیل علوم
سیفی نیک صفت کا یہ خیال اچھا ہے

ولہ

اس دور مین خواہان شرافت نہین کوئی — بس عزت و توقیر ہے انسانکی زر سے
صحبت سے امیرونکی فقیرونکو نہین فیض — رشتے کو سوا گھسنے کی کیا نفع گہر سے
کیون پیری سے گھبرائین نہ برنائی زمانہ — عاشق ہی تو ڈرتے ہین شب وصل سحر سے

جب بادہ توحید کے سرمست ہین سیفی
کیون بیخبری ہمکو نہ ہو اپنی خبر سے

ولہ

کون پیری کی مصیبت کو اٹھائے اے دل — سفر اچھا ہے وہی ہو جو سحر سے پہلے
بزم اغیار مین جانا ہے کوئی کھیل نہین — پوچھ لینے دو مجھے اپنے جگر سے پہلے

بیٹھا ہوں یار کا آپ اور جو اس خمسہ — ہو گئے سبھی الگ میرے سفر سے پہلے
اب وہ کترا کے نکل جاتے ہیں اللہ اللہ — دیکھتے تھے جو تماشا کی نظر سے پہلے
جیسے ہی اُس پہ جو مرتے ہیں وہی آ سیکھی — اپنی منزل کو پہنچتے ہیں سفر سے پہلے

عقلمندوں نے بہت ٹھیک کہا ہے سیکھی
مارنا چاہیئے موذی کو ضرر سے پہلے

ولہ

بچھو کو مارنا ہی قریب ثواب ہے — قابو میں ہو تو اپنے عدو کو نچھوڑیئے

ولہ

اپنے ماں باپ کی عزت جو نہیں کرتے ہیں — اُن کے بیٹے بھی تو عزت نہیں کرتے اُنکی

ولہ

جسکی اللہ کی بخشش پہ نظر رہتی ہے — وہ بھی محتاج و پریشاں نہیں رہتا ہے

ولہ

ذرا دل سے سن لو نصیحت کسیکی — نہیں کام آتی محبت کسی کی
بدلتے بھی دیکھی ہے قسمت کسیکی — عبث کرتے ہو تم شکایت کسی کی
بڑی بد بلا ہے محبت خدایا — نہ آتے کسی پر طبیعت کسی کی
نتیجہ بہت ٹھیک سمجھے [illegible] پایا — [illegible] لگی رنج [illegible] کسی کی
کوئی کیا کرے ہے گردش آسمان کو — نہیں کب سہے شور و فرقت کسی کی

یہ اول ہی کہتے تھے ہم کو سیکھی
نہیں کام آتی محبت کسی کی

ولہ

وہی سچا شریف ہے سیفی — اصل اپنی جو یاد رکھتا ہے

ولہ

حارج ہوئی ہے دنیا کیا کارِ عاقبت میں — رہبر جنھیں بنایا وہ رہزن سے نکلے
سیفی ہی کون ایسا جو تجھکو بخشوائے — نکلے تو کام تیرا شاہِ زمن سے نکلے

ولہ

حصولِ جاہ میں آفت بڑی ہے — یہ سچ کہتے ہیں یہ منزل کڑی ہے
اجل پیچھا نہ چھوڑے گی کسی کا — یہ لیکن ہی اٹھی ہے جب اڑی ہے
چلی جاتی ہے ہر دم سانس اپنی — نہیں رکتی کبھی یہ وہ گھڑی ہے

نہ پوچھو آفتیں دنیا کی سیفی
گئی ایک دوسری سر پر کھڑی ہے

ولہ

بُرا کہتے ہیں اچھے کو بھی سیفی — خدایا لا نہ ڈالے احمقوں سے

ولہ

مذاق حد سے زیادہ نہ کیجئے کہ کہیں — ہنسی ہنسی میں ہنسی جابجا نہ ہو جائے

ولہ

کسی بیدرد سے کیا پوچھیے وہ کیا جانے — کیسی کیسی طپشِ دردِ جگر ہوتی ہے
ضبط کرنا یہ نہیں ٹھیک بہا لے آنسو — مہربانی تری اے دیدۂ تر ہوتی ہے
سیفی جب میں نے ہی مانا نہ کسی کا احسان — آہ میری کہیں ممنونِ اثر ہوتی ہے

ولہ

چاند کیا یون ہی نہین حسن مین اپنے یکتا — نہ سہی حسن خداداد کو زیور نہ سہی
فائدہ کیا میری غیبت سے تمھین اے سیفی — نہ سہی مجھہ مین کوئی خوبی و جوہر نہ سہی

ولہ

ول کا پاس تھا ہم موت سے ڈرتے کیونکر — پر دم ذبح تمھین تو نہ حیا بھی آئی
ان لیتی ہوئی کہتی ہے حکیمون سے قضا — وقت پر کام تمہاری نہ دوا بھی آئی

ولہ

ہوگے جیسی تم ویسی سنوگے — کہ ہر انسان کے منہ مین زبان ہے
ہت سن اور کم کہہ کیونکہ سیفی — ترے دو کان ہین اور اک زبان ہے

ولہ

ین نے تو بہت کوشش کی نفس کی مرمین — معلوم نہین اب تک یہ شاخ ہری کیون ہے
ب لطف و مروت سے سب کام نکلتے ہین — پھر خواہ مخواہ اتنی بیدادگری کیون ہے

ولہ

یک و بد کی اگر ہے تمکو تمیز — سب کی سن لو مگر کرو اپنی!

ولہ

بھی پریون کا شیدا ہے کبھی حور و نبہ مائل ہے — نہ اُن پر کچھ بھروسا ہے نہ قابو اپنہ اے دل ہے
زا کیا خاک اب ہمکو ملیگا دل لگانے کا — کہ جسکی عقل دشمن ہے اُسی پر جان مائل ہے
کلفت ہر گھڑی کی آئے دن کی یہ پریشانی — مرے مولا مری قسمت بدلدینے کے قابل ہے
ہی گردش سے قسمت کی تو یارب کیسے گذریگی — مری حسرت بھری جان ہے مرا ارمان بھرا دل ہے

ولہ

ہے شگونِ کامیابی کوشش و سعی و بلیغ — دل سے آتی ہے صدا ہر دم مبارکباد کی

ولہ

جب تمھین زیست کی امید نہین ہی کوئی — آج کی بات کو کیون کل پہ اُٹھا رکھا ہے
سیفی کیون کوئی مجھے آنکھ اٹھا کر دیکھے — پاس مجھ بےزر و بے زور کے کیا رکھا ہے

ولہ

نصیحت غافلون کو اے فلک تو نے یہ کیا کم کی — جہان محفل تھی شادی کی وہین محفل ہی ماتم کی

ولہ

کیون سہنے پڑتے یہ ستم ناروا مجھے — ہوتا نصیب گر دلِ صبر آزما مجھے

ولہ

کچھ ایسا تجربہ خود غرضیِ دوران نے سکھلایا — کہ جورِ دشمنان بہتر ہے الطافِ عزیزان سے
ہمین آباد ہو کر ہوگئے اک دن زینتِ عالم — یہ پُر ارمان صدا آتی ہی ہر اک باغِ ویران سے
جب آیا عقدۂ حرمان نصیبی عقل یہ بولی — بگڑ کر کیا سمجھ لیگا کوئی تقدیرِ پنہان سے
سنبھالو حضرتِ دل آپکو یہ کیا حماقت ہی — کہین لڑتے ہین عاقل جاہلانِ فتنہ سامان سے
کسی طرح حیا پرور کی ہمت سے کوئی پوچھے — کہ بارِ کوہ ہلکا کسقدر ہی بارِ احسان سے
نتائج نیک کامون کے کبھی بد ہو نہین سکتے — ہوا ثابت یہ چاکِ دامنِ خورشیدِ کنعان سے
وہ آفت ڈھائی ہی چرخِ ستم پیشہ کی چالون نے — کہ فرحت سے طبیعت تنگ ہی درد و درمان سے

انہین حیران و سرگردان بگولون کو سوا سیفی
لپٹ کر رونے والا کون ہے گورِ غریبان سے

ولہ

زمانہ بروں کا بھلا ہو رہا ہے	یہ کیسا فیصلہ واہ وا ہو رہا ہے
یہ علمی ترقی کا الٹا نتیجہ	کہ اب ناروا بھی روا ہو رہا ہے
برے کام کے ہیں برے ہی نتیجے	گلا کیوں عیب اپنا کیا ہو رہا ہے
وہی کاٹتے ہیں جو بوتے ہیں سیفی	برائی کا ثمرہ برا ہو رہا ہے

یہ سچ ہے کہ گندم بروید ز گندم
پھلوں کا ہی سیفی بھلا ہو رہا ہے

ولہ

مزا اب زندگی کا کچھ نہیں ہے	کہ سامان دل لگی کا کچھ نہیں ہے
ستمگر بخت یہ ہو انجام جس کا	مزا ایسی ہنسی کا کچھ نہیں ہے
نہ ہو معبود کا جب دل میں جلوہ	نتیجہ بندگی کا کچھ نہیں ہے
طبیعت سے ہے اگر راضی رضا پر	تو شکوہ بے زری کا کچھ نہیں ہے

جو کچھ کرنا ہے کر لو جلد سیفی
بھروسا زندگی کا کچھ نہیں ہے

ولہ

اچھے ہیں وہ جو سعی و مصیبت میں پڑ گئے	غم میں ہیں وہ جو شکوہ قسمت میں پڑ گئے
سوتے ہوئے کے پاس ہی آتی ہیں جو رہی	مفلس وہی ہوئے ہیں جو راحت میں پڑ گئے

سیفی ترقیوں کی امید ان سے کیا کریں
جو تھک تھکا کے کنج قناعت میں پڑ گئے

ولہ

موت کیا ہوگی نہ خائن کے لیے
طمع ہو آخر ہے کس دن کے لیے

موت جب ہر لحظہ ہوتی ہے قریب
جمع پھر کرتے ہو زر کن کے لیے

دیکھنا اس آسمان کی گردشیں
کن کی دولت اور ہو کن کے لیے

چھوٹنا دست قضا سے ہے محال
پھر دغا بازی ہو کس دن کے لیے

اپنے دشمن کا بھی وہ دشمن نہ ہو
چاہیے یہ پاک باطن کے لیے

پھر وہی کالی بھیانک رات ہے
چاندنی ہے چار ہی دن کے لیے

فائدہ بارش کا ہے برسات میں
بانکپن موزون ہے اکہن کے لیے

عیش ہی کی اکلی ہے شوم کو
ورنہ زر کی کیا کمی ان کے لیے

سیفی یہ کافر ڈرین کیون آگ سے؟
خوف دوزخ کا ہے مومن کے لیے

ولہ

وہم ہوتا ہے مجھے کوئی نہ تمھیں کوئی خیال
مجھ مین اور تم مین اگر سچی محبت ہوتی

چاہنے والے کہاں ہین ترے اے حب وطن
ورنہ عزت سے مری تجھکو بھی عزت ہوتی

ولہ

اور بڑھ جاتی ہے تدبیر سے وحشت میری
کیا دکھاتی ہے مجھے دیکھیے قسمت میری

آپکا شکوہ کرون ؟ اور عدو کے آگے
یہ تو بہتان ہے ایسی نہین عادت میری

ان حسینون نے بنایا ہے کھلونا مجھکو
دل ناداں ترے ہاتھون یہ بنی گت میری

جو ہوا میری ہی قسمت سے ہوا اے سیفی

غیر سے شکوہ نہ یاروں سے شکایت میری

ولہ

خوش نہ کیوں ہو جسم کی خستگی سے ... گر اک وصلِ دلبر میں حائل یہی ہے

ولہ

دولت اگر نہیں ہے تو عزت بھی کیا نہیں ... اللہ دے تو سب کو تو نگر بنا ئینگے

ولہ

فکرِ دنیا دل تو رنجِ عاقبت جان کہاسے ہی ... پھول یہ کمہلائے ہے اور وہ کلی مرجھا گئے

ولہ

گھیر میں رہتا ہوں کہ محبس میں مقید ... کیا کام لیا ہے مجھے فرزانہ بنا کے
کہتے ہیں کہ بدنام نہ ہو بد رہو یعنی ... شیطان رہو شکل شریفانہ بنا کے

ولہ

گر کٹے نیکی میں ساری زندگی ... کیا ہی نعمت ہے ہماری زندگی
مفلسِ غیرت زدہ کو چھوڑ دیئے ... سب کو ہوتی ہے پیاری زندگی
قدر ہی جسکو نہیں ہے وقت کی ... اُن کی کیا ہو گی بچاری زندگی
نام تک بھی لے نہ کوئی موت کا ... گر نہ ہو بے اختیاری زندگی
آتشِ دوزخ کا اُسکو خوف ہے ... عیش میں جس نے گزاری زندگی
خوابِ غفلت اچھا پنا اسیری و غم ... کھائے جاتے ہیں ہماری زندگی

خوابِ شب سیفی حریفِ موت ہے
ایک ہی دن کی ہے ساری زندگی

ولہ

جس سے کہ قدرِ وقت کی سیفی ۔ وقت بھی اُس کی قدر کرتا ہے

ولہ

یہ سخت عیب ہے کہلاؤ تم جو دست نگر ۔ فراخ دست جو کہلاؤ تو ہنر بھی ہے

ولہ

سنبھال کر خرچ کر لے مسرتِ نادان دو تنکو ۔ یہ ہاتھوں ہاتھ جاتی ہے مگر مشکل سے آتی ہے

ولہ

حلم دیمک ہے حکومت کی عمارت کیلئے ۔ چاہیئے پابندی نصفت حکومت کیلئے

ولہ

وہ کیوں فرعون کا ساماں بچائیگا اے سیفی ۔ عزیز مصر جو بنا شہ ہو جائے مقدر سے

ولہ

میٹھی باتوں سے کام لو سیفی ۔ کھٹے آموں کو کون لیتا ہے

ولہ

طلبِ رزق میں حیران ہے کیوں اے غافل ۔ دیکھ پنجرے میں پرندوں کو غذا ملتی ہے

ولہ

نفعِ خلق اللہ میں ہم نے نہ کی بھولے سے دیر ۔ شمعِ روشن کی طرح گو خود اندھیرے میں رہے

ولہ

اگر خواہش بقا کی ہے خودی کو چھوڑ دو سیفی ۔ فنا جب تک نہ ہو دانہ کہاں سر سبز ہوتا ہے

ولہ

شکایت ظالمون کی آسمان سے — یہ تلمیذِ دبستانِ فلک ہین

ولہ

کیون یہ کہتے ہو کہ ہو جا گنہگار رسوا کوئی — تم تو اچھے ہو نہین ہے اگر اچھا کوئی

ولہ

شیر کا لکڑی کے جیالے سے بن الجھنا کچھ نہین — یہ تعجب ہے کہ عاقل دامِ دنیا مین پھنسے

ولہ

اس دور مین پروا ہے کسی حیثیت ہنر کی — تقدیر رہی کچھ اپنی سنور جائے تو بس ہے
ہرگز مجھے دولت کی تمنا نہین سیفی — آرام سے عزت سے گزر جائے تو بس ہے

ولہ

لالچی جھوٹ بھی کہنے کو سمجھتے ہین ہنر — اس طریقہ سے اگر اُن کا بھلا ہوتا ہے

ولہ

موافق اپنی اپنی ہمتون کے — گلہ تقدیر سے ہر ایک کو ہے

ولہ

اپنی بدنامی سے سیفی ڈر رہے ہو جسقدر — اسقدر اللہ سے ڈرتے تو بچ جاتے ولی

ولہ

کام اتنا ہی خسیسون سے لیا کر سیفی — جسقدر جاسے ضرورت کی ضرورت ہے تجھے

ولہ

کاروبارِ دنیوی کو چھوڑ کر پھر کیا کرے — موجبِ راحت انہین کی آفت و تکلیف ہے

ولہ

راستی کھائے بغیر کیون بولین
منہ مین کچھ ہو تو منہ بھی چلتا ہے

ولہ

عدو سے بے حقیقت کو نہ سمجھو بے حقیقت تم
عروج حضرتِ عیسیٰ مین حارج ایک سوزن ہے
ذرا سا بھی گنہ کافی ہے الجھانے کو محشر مین
عروج حضرتِ عیسیٰ مین حارج ایک سوزن ہے

ولہ

کچھ طہارت اور غذا پر ہی نہین ہے منحصر
بات جو حد سے بڑھی وہ دشمنِ جان ہو گئی

ولہ

محنت اتنی نہ اٹھاؤ کہ پریشان ہو جاؤ
دوڑنے والے ہی تھک جاتے ہین سیفی جلدی

ولہ

پارسائی مری مشہور زمانہ ہے مگر
مجکو لے ڈوبیگی یہ حسن پرستی میری

ولہ

گر تمھین شرم ہے جلدی سے معافی چاہو
عذر سے اور بھی سنگین خطا ہوتی ہے

ولہ

بہت روئینگے چلائینگے اپنی غلطیون پر ہم
گئے دن کی طرح جب اس جوانی کو نہ پائینگے

ولہ

اگر حاصل کرین عبرت کی آنکھین
سبق آموز ہر اک چیز ہو گی

ولہ

اے دلِ نادان تو ارمانونکی باتین نہ کر
جانِ ارمان سعی ہے اور جانِ کوشش رنج ہے

ولہ

قدرت رحم و کرم ہے تو نہ تاخیر کرو
بات بیجا ہی ہے اور وقت نہیں رہتا ہے

ولہ

عقلا کیوں نہ کم ہوں اسے سیفی
کم ہی ہوتے ہیں پھول پتوں سے

ولہ

مرشدوں سے ہے دشمنی کس کام کی
اس قدر بھی بدخوئی کس کام کی

رنج و غم میں مبتلا ہیں راستوں
مفلسوں کی زندگی کس کام کی

دوستوں ہی پر بھروسا جب نہیں
دشمنوں کی دوستی کس کام کی

ہاں جوانی کی عبادت خوب ہے
عاجزوں کی عاجزی کس کام کی

اصل جب انسان میں باقی نہیں
پھر کسی سے دوستی کس کام کی

در بدر پھرنا ہی جب مقصود ہے
یہ فقیری آپ کی کس کام کی

جو سبک ٹھہرائے تم کو جا بجا
دوستو! ایسی ہنسی کس کام کی

جو عدو ہے دین کی اخلاق کی!
سیفی ایسی شاعری کس کام کی

ولہ

وجہ بدگوئی حاسد کی نہیں مجکو تلاش
عادتاً بھونکتے رہتے ہیں ہمیشہ سگ تو

ولہ

خیال شہرت اشعار کیوں ہے
یہ اچھے ہیں تو خود مشہور ہوں گے

ولہ

شاعری یہ بادشاہوں کیلئے زیبا نہیں
ہاں انہیں شاعر نوازی نکتہ بھی چاہیئے

ولہ

بڑوں کے ساتھ جب تم بھی بڑے ہو	پھر اُن میں اور تم میں فرق کیا ہے

ولہ

قوم یہ چاہ رہی ہے کہ غلامی میں کٹے	زندگی ہائے اِسے کس کی پسند آئی ہے

ولہ

پیسہ کی آرزو نہ کرو علم چھوڑ کر	سیفیؔ تم اسکے واسطے پیدا نہیں ہوئے

ولہ

تو کوشش کرو رہنی رضا پر	توکل جسکو کہتے ہیں یہی ہے

ولہ

لائقِ مدح اگر ہیں تو وہی ہیں سیفیؔ	جنکی ہمت کبھی مایوس نہیں ہوتی ہو

ولہ

شکایت خط نہ لکھنے کی رہی اب کسطرح باقی	نہ خط لکھنے کے وہ عادی نہ خط لکھنے کا میں عادی
چلو چھٹی ہوئی شکوہ کسی کا اب کسی پر کیا	نہ خط لکھنے کے وہ عادی نہ خط لکھنے کا میں عادی

ولہ

نکلو نہ کبھی دائرۂ ذکرِ خدا سے	تو قیدِ حرم ہی میں ہے آہوئے حرم کی

ولہ

تلوار کوئی چیز ہے ہمت کے سامنے	ٹکتے نہیں ہیں تیر شجاعت کے سامنے
محمود کا ایاز اک ادنیٰ غلام تھا	صورت بھی کوئی مال ہے قسمت کے سامنے
یہ حسن یہ فنون یہ طاقت یہ مال و زر	سب ہاتھ جوڑتے ہیں حکومت کے سامنے

یا رب کسی کے سر پہ پڑا وقت ہی نہ آئے — گھستے ہیں ناک سب ہی ساعت کے سامنے
[illegible] نہ رہے کسی کا ہاتھ — افلاس کچھ نہیں ہے سخاوت کے سامنے
[illegible] — کچھ بھی نہیں ہے علم کی لذت کے سامنے
گر [illegible] ہیں آپ [illegible] — کیا مال جان و مال ہے عزت کے سامنے
کیا چیز [illegible] ذرا [illegible] — ہستی ہے کوئی حسن کی الفت کے سامنے
جو دوست ہیں وہ جان [illegible] نہیں [illegible] — دولت ہے کیا [illegible] ہمت کے سامنے
سب جان کی بھی [illegible] — پیسہ کی کوئی قدر ہے صحت کے سامنے

ہستی نہ مرتبہ ہست دنیا کے واسطے!
سب ہیچ ہے خدا کی محبت کے سامنے

ولہ

کس طرح چین میسر ہو کسی کے دل کو — تا دم زیست لگے رہتے ہیں لاکھوں کھٹکے

ولہ

اپنی تصنیف کو کس طرح کہے کوئی برا — کہی جاتی نہیں ہے چھاچھ بھی اپنی کھٹی

ولہ

کتنا آباد یہ رستہ ہے مگر اے سیفی — عدم آباد کو جاتے ہوئے ڈرتے ہیں سبھی

ولہ

گر تکبر کے تقاضے سے نہ ہو — کیا ہی نعمت ہے ہماری خامشی

ولہ

شریف النفس کے دشمن کا دشمن — خدا ہے ہاں خدا ہے ہاں خدا ہے

شریف النفس اپنے دشمنوں کا | نہیں دشمن مگر اُس کا خدا ہے

ولہ

اُس سے ملتا ہوں جو ملتا ہی ملنساری سے | ورنہ آداب طلب کی مجھے پروا کیا ہے

ولہ

نہ لکھو مدح میں اُس کی قصیدے | پرکھ جسکو نہیں کھوٹے کھرے کی

ولہ

جدھر دیکھوں اُدھر ہی دیکھتا ہوں کیوں نہ بچاؤں | ہر اک صورت میں ہیں جلوے تری شانِ خدائی کے

ولہ

کاہلو تقدیر پہ بیٹھے ہو کیوں | لیس للانسان الا ما سعیٰ

ولہ

اپنے استاد سے خفا ہو کر | اپنا نقصان آپ کرلوگے

ولہ

بہت ایسے ہیں جنھیں عطر سے بھی نفرت ہے | آپکی بات کو کیوں سارا زمانہ مانے

ولہ

وہ کیا دیکھینگے قومی بہتری کو | جنھیں لالچ نے اندھا کردیا ہے

ولہ

بے ہنر کیوں نکل آتے ہیں وطن سے جلدی | ثمر خام جدا ہوتے نہیں ڈالی سے

ولہ

ملتے ہیں اچھے برے سے اسطرح روشن ضمیر | دیکھیے ہر جا چمکتی ہے برابر چاندنی

ولہ

حشر میں کیوں نہ بن آئیگی ستمگاروں کی ۔۔۔ التجا حشر میں ہوتی ہے گنہگاروں کی

رحم کیا زار سی مجرم پہ کوئی شاد کرے ۔۔۔ ڈاکٹر ہیچ نہیں سنتے ہیں بیماروں کی

قسمتی جنس اگر [illegible] ۔۔۔ دیکھئے [illegible] جاتی ہے عزت کبھی خریداروں کی

انکے [illegible] ۔۔۔ [illegible] ہے تیر میں معماروں کی

[illegible] ۔۔۔ کام والوں [illegible] عزت نہیں بیکاروں کی

[illegible] ۔۔۔ کام [illegible] عزت نہیں بیکاروں کی

کام جو کرنا ہیں کرنی ہے رہے [illegible] بلکہ ۔۔۔ مگر [illegible] اک بات جہانداروں کی

[illegible] ۔۔۔ کوئی عزت نہیں دیوانوں [illegible] ہشیاروں کی

پہلے لفظ قریب کے دکھلاؤ شعر کو سیفی
دیکھتے عطر ہیں سنتے نہیں عطاروں کی

ولہ

دیکھو دیکھو نہ کبھی اُس سے محبت باقی ۔۔۔ صلح کے بعد بھی ہے شکوہ شکایت باقی

یار کے ساتھ ہی آتا ہے عدو کا بھی خیال ۔۔۔ ہائے خلوت میں بھی ہے حسرتِ خلوت باقی

لطف حاصل ہو محبت کا یہ ممکن ہی نہیں ۔۔۔ جب تلک احباب کے دل میں ہو کدورت باقی

میزبان کے لیے جب تک نہ ہو بشر خاطر ۔۔۔ جب ہی تک رہتی ہے مہمان کی عزت باقی

عفو تقصیر سے بہتر ہے سزائے تقصیر ۔۔۔ دل میں گر آپ کے ہو کوئی کدورت باقی

جل گئے بال مگر بل نہ گئے بالوں کے ۔۔۔ یعنی پیری میں جوانی کی ہے عزت باقی

کو مدد سے نہ سنوری مری قسمت سیفی ۔۔۔ مگر احباب سے مجھکو ہے شکایت باقی

یون تو نکلے بہت ارمان مگر اے ساقی
ابھی حسرت یہ رہی ہے مجھکو بہت سی باقی

ولہ

حقارت سے غریبون کو تونگر کیون نہ دیکھینگے
بلندی ہی پہ ہر اک شے جب نظر آتی ہے چھوٹی

ولہ

مرے نزدیک وہی لوگ ہین خوش قسمت بھی
جنکے حصے مین لیاقت بھی ہے اور دولت بھی

ولہ

احمقون سے دور رہنے کی یہی تدبیر ہے
چھوٹے چھوٹون سے کلام جب اٹھین ان کو نیچے

ولہ

کچھ نہین موقوف سید پر جناب
ہر جگہ موجود ہین اچھے برے

ولہ

وہ بد قسمت ہون مجھسے دور ہوکر صحرا ہی حیران ہے
مری تدبیر پھرتی ہے مری تقدیر پھرتی ہے

ولہ

ہاتھ اور پاؤن تو کیا چیز ہین قد اللہ
عقل تک بھی تو بڑھاپے مین نہین رہتی ہے

ولہ

وہ بھی انسانون مین انسان ہے کوئی سلفی
جسکی صحبت کو برا سارا زمانہ سمجھے

ولہ

حاکمون اور بادشاہون کے لیے
پیروی لازم ہے اہل الرائے کی
افسران علے تمھین کو کیون نہ ہو
پیروی لازم ہے اہل الرائے کی

ولہ

کہیئے مالدارو نکلے اغنیا کیون نہ مفلس ہون — صدف ایک بوند بھر پانی کو دریا مین ترستی ہے
بگانون اور یگانون کی پروا ہی نہین رہتی — حکومت اور دولت کی بھی مستی کیسی مستی ہے

خدا ہی دام دنیا سے بچائے میرے سلفی کو
وہ پانی مانگتا کب ہے یہ ناگن جسکو ڈستی ہے

ولہ

علم کو پرہیزگاری چاہیئے — گلشنون کو آبیاری چاہیئے
رنج کا انجام جب ہوتا ہے عیش — عاصیون کو اشکباری چاہیئے
سب کو ارمان حکومت ہے مگر — ہمتون مین پائداری چاہیئے
عیش کی جا آہ و زاری ہو بری — غمکدہ مین سوگواری چاہیئے
ایک بوکر کاٹتے ہین جب ہزار — بے زرونکو کاشتکاری چاہیئے
گرد اونچی ہوکے بنتی ہے غبار — خاکیون کو خاکساری چاہیئے
تخم بوتے ہی نہین ملتے ثمر — ہر جگہ امیدواری چاہیئے
عفو کو ہٹ دھرمیون سے بغض ہے — مجرمون کو شرمساری چاہیئے
کہہ رہے ہین تجربے یورپ کے یہ — عورتون کو پردہ داری چاہیئے
حکم اون کے لیے ہے لازمی — یون تو سب کو ہوشیاری چاہیئے

سلفی دنیا کے بڑھانے کے لیے
علم اور کچھ مالداری چاہیئے

ولہ

آسمانون کی گو پیسہ کی طرح　　چال ٹیڑہی ہے بات سیدہی ہے

متفرق

مخمس بر یک شعر غفران مکان اعلحضرت میر محبوب علیخان ؒ

شیر دائی کی تمنا سے تلوار نہ تھا　　کھانے پینے کا کسی سے بہی طلبگار نہ تھا
دایہ کے گود سے اچھا مجھے گلزار نہ تھا　　وہ بھی کیا دن تھے ہمین غم سے سروکار نہ تھا

دلکو ارمان نہ تھا جان کو آزار نہ تھا

رباعی

اندھا کبھی گلشن کا طلبگار نہین　　قوال سے بہرون کو سروکار نہین
گلزار سے وحشت ہے پریشانون کو　　خوش حال تو جنگل سے بھی بیزار نہین

مثلث

مسجد حب ہین یا دونون اعضا ہین　　کیون نہین کہتے میر کو سودا

یہی اشعار کا بھی عالم ہے

ابیات

کسی عامی کا یہ کہنا بھی ہے کچھ قابل غور　　وہی لایق ہے بہت جسکی ہے تنخواہ بہت
تو سمجھتا ہے کہ مختار رہون لیکن اے دل　　روتے ہین تیرے لیے تیرے بھی خواہ بہت

در مدح قدر دان علم و ہنر شرفا نواز غربا پرور عالیجناب مولوی میر محی الدین علیخان بہادر اول تعلقدار ضلع پربھنی و تہنیت شکار شیر

ہماری طبع کا یہ حیز ر اور مد　　قصیدہ　　خجل ہو دیکھلے گر حجر اسود

یہ اکثر [illegible] ہیں [illegible] — کہ ہے صید افگنی بیکار ہیں چند

[illegible] — زمیں سے جس قدر ہے وہ [illegible]

[illegible] اچھا [illegible] — نہیں طبقا [illegible] کام [illegible] کہ

[illegible] — کہ رکھتا ہوں ہر اک [illegible]

[illegible] — تو [illegible] وہ [illegible]

[illegible] — امیروں کو [illegible]

[illegible] — [illegible] لکھا [illegible]

[illegible] — اگر صید افگنی کو ہوں [illegible] آمد

[illegible] — [illegible] سب کا [illegible]

[illegible] — [illegible] ہیں ہر اک چیز کی حد

[illegible] — [illegible] ہیں جو فعل نیک و بد

جو عیبوں کو ہنر سے [illegible] کر دیں — وہی ہیں اہل اوصاف حمید

جناب میر محی الدین سلطان — ہمارے افسر اعلیٰ و اسعد

تعلقدار ضلع پربھنی کے — جناب حکم سے جن کے مقید

ضلع کا انتظام ایسا کیا ہے — کہ حاصل خلق کو ہے عیش سرمد

مسلمانوں کے ہیں ملجا و ماوا — نہ کیوں ایسوں سے راضی ہوں محمد

کوئی ناخوش نہیں ہے ضلع بھر میں — مگر ہے ایک مہلت کو بہت کد

اگر چاہیں شمار وقت فرصت — تو گن سکتے نہیں جلدی سے تا صد

سراپا عدل مظلوموں کے حق میں — حمایت خواہ کے برج مشید

وطن کی خبر خوب ہے اس سے مطلب
غرض یہ ظالموں نے پیشتر ہی سے
وہ بیور برک منصف ہیں ایسے
کوئی کام ان کا بے موقع نہیں ہے
جوانمردی کا ان کی پوچھنا کیا
توجہ سیر بہت کچھ صید پر ہے
بتا تحقیق جب کالسنوری کے بن میں
جھڑک کر شیر اک آیا مقابل
تھی ہیبت سے رعایا چیختی تھی
مگر اللہ رے ہمت اور دلیری
اور ایسی تاک کر گولی لگا دی
کہی تاریخ اس جرأت کی ہم نے

نہ چھوڑی کوئی ریتا [illegible]
نہ [illegible] اور [illegible]
کہ کوئی فیصلہ ہوتا نہیں رد
غرض ہیں منصف ان کے با اعتقاد
شجاعت کرتی ہے جنکی خوشامد
نہ چھیڑیں خلق کو تا دام اور دد
شکار شیر کو نکلے مجرد
نہ جوشن جسم میں تھا اور نہ چلقد
الہی خیر باشد خیر باشد
نکالی بڑھ کے بندوق معتمد
وہیں بس سو گیا شیر ستمبد
مبارک ہو شکار شیر جید
۱۲۳ ۴۲

سہرا اور تہنیت شادی برادر نسبتی ام منشی محمد مخدوم صاحب خلف زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حاجی حرمین شریفین عاشق رسول کونین عالیجناب مولوی منشی غلام رسول صاحب قبلہ

مصحف عارض نوشہ پہ ہے تابان سہرا
کیوں نہ ہو جائے گا پھر حافظ قرآن سہرا
دیکھنے حوریں جب آئی ہیں تو پریاں کیا ہیں
آج ہے اپنے مقدر کا سلیمان سہرا

جب کسی وقت ذرا بادِ صبا نے چھیڑا ۔۔۔ بن گیا رشکِ دہ برقِ درخشاں سہرا
آنکھ ہو جاتی ہے پروانہ نظر پڑتے ہی ۔۔۔ ہے کوئی چاند کا ٹکڑا کہ گلستاں سہرا
کیوں نہ خوشنما ہو کہ ٹپکے ہے عرق اپنے پسینہ ۔۔۔ وردِ اربابِ مسرت کا ہے وردِ زباں سہرا
تابشِ حسن سے غیرت سے نگاہِ خورشید ۔۔۔ کیا ہی ہیروں سے ہے ہیرا سرِ تاباں سہرا
دیکھ پر سے ہیں نظر آتے ہیں تارے ہی دکھو ۔۔۔ یا ترے سر ہی پر افشاں ہے پریشاں سہرا
کس کی خورشید سی صورت ہے قرینہ حائل ۔۔۔ چتر ہے کیوں نہ بنے طالبِ داماں سہرا
رو سے خوبی کے نئے انگہی پیدا آرائش ۔۔۔ گر سلسلے کی ہیں ہر شکل سے ہے مژگاں سہرا
جو نپیاں چمن کیوں نہ خوشی سے پھولیں ۔۔۔ بھر رہا ہے گلِ مقصود کا داماں سہرا
ناز تھا تجھکو جب حسن پہ اپنے اے چاند ۔۔۔ دیکھنا تاب اگر ہے تو یہ تاباں سہرا
یاد لو روز بھی شرمائی ہوئی پھرتی ہے ۔۔۔ ہو صد حسن پہ جب سے ہے خراماں سہرا
حور و غلمان کی نظر آج یقیناً لگتی ۔۔۔ حسنِ نوشہ کا نہ ہوتا جو نگہباں سہرا
یہ درخشانی کا عالم ہے کہ اللہ اللہ ۔۔۔ آپ ہی اپنی سجاوٹ پہ ہے نازاں سہرا
ہے اگر سہرے کی ہر ایک لڑی کاہکشاں ۔۔۔ منہ ترا چاند ہے اور اخترِ تاباں سہرا
لعل و یاقوت جواہر سے گندھا یا ہوا ہے ۔۔۔ کیوں نہ بن جائیگا پھر کانِ بدخشاں سہرا
چارہ گر زخم پہ حاسد کے ذرا رکھ مرہم ۔۔۔ عکسِ حسنِ نمکیں سے ہے نمکداں سہرا
جو کلی ہے وہ چٹک کر یہ صدا دیتی ہے ۔۔۔ ہو مبارک مرے مالک کو یہ خنداں سہرا
کیوں نہ کھب جائیگا ہر اک کی نظر میں ملیح ۔۔۔ حسن میں چاند سے بڑھکر ہے یہ رخشاں سہرا
جلوۂ منزلِ مقصود مبارک! مخدوم ۔۔۔ ہے تری ناقۂ ارمان کا حدی خوان سہرا
گلشنِ طبع سے گل ہائے مضامیں چنکر ۔۔۔ خوب سیفی نے بنایا ہے گل افشاں سہرا

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۹	کرکر	کرکے	۳۶	۵	سوجی	سوجھی
۶	۱۴	کی امید	کی امید عمر با	۴۵	۲	رہزنت	راہزن
۱۹	۹	قیام	ظہور	۴۷	۱	سعی و بلیغ	سعی بلیغ
۲۰	۱۴	دورخ	دوزخ	۵۲	۱۰	کرے	کرین
۲۵	۱۵	توقع	تمنا	۴۱	۴	جب	جو
۲۹	۱۳	درنیا	دنیا	۵۸	۱۶	عزت	ہمت
۱۷	۵	۰	نفع [1]	۶۳	۱۲	جید	اجید
۳۳	۴	اطمینان	اعتبار	۱۶	۳	چین اسکو	چین سے اسکو

۲۰ ۳ جب ڈور ہی نہ ہو تو اڑے کسطرح تپنگ

---

[1] محققین محتاط تقریر مین نفع کو بسکون فا شاید بولتے ہون مگر اس کا استعمال تو عام طور پر بفتحتین ہی ہے خصوصًا ترکیب عربی و فارسی مین واقع نہ ہو تو اس کا صحیح کہنا اردو کو یون پر ناگوار گزرتا ہے اسلئے میرا خیال ہوا کہ جب لفظ کافر اور ایسے ہی بہت سے لفظ بے ضرورت غلط مستعمل ہین تو ضرورةً یہ کثیر الاستعمال لفظ کیون بفتحتین نہ بولا جائے اور کیون مہند نہ سمجھا جائے چونکہ میری اس رائے سے کسی قدر فرہنگ آصفیہ کو اور صاحب قاموس کو بھی اتفاق ہے اسلئے اردو ترکیب مین نفع کو بفتح فا استعمال کرنے مین صرف اسی موقع پر اپنے خیال کی تائید کیگئی ہے

قطعۂ تاریخ

افضل الفضلا استاد الاساتذہ
عالیجناب حکیم مولوی محمد حبیب الرحمن
صاحب بیدل سہارنپوری

(۵۲)

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

قطعۂ تاریخ

اکمل الکملا ادیب الادبا جناب
حکیم مولوی محمد وحید الدین
صاحب عالی حیدرآبادی

(۵۱)

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]